

McGill University Library



3 103 077 589 0

ISLM

PK2199

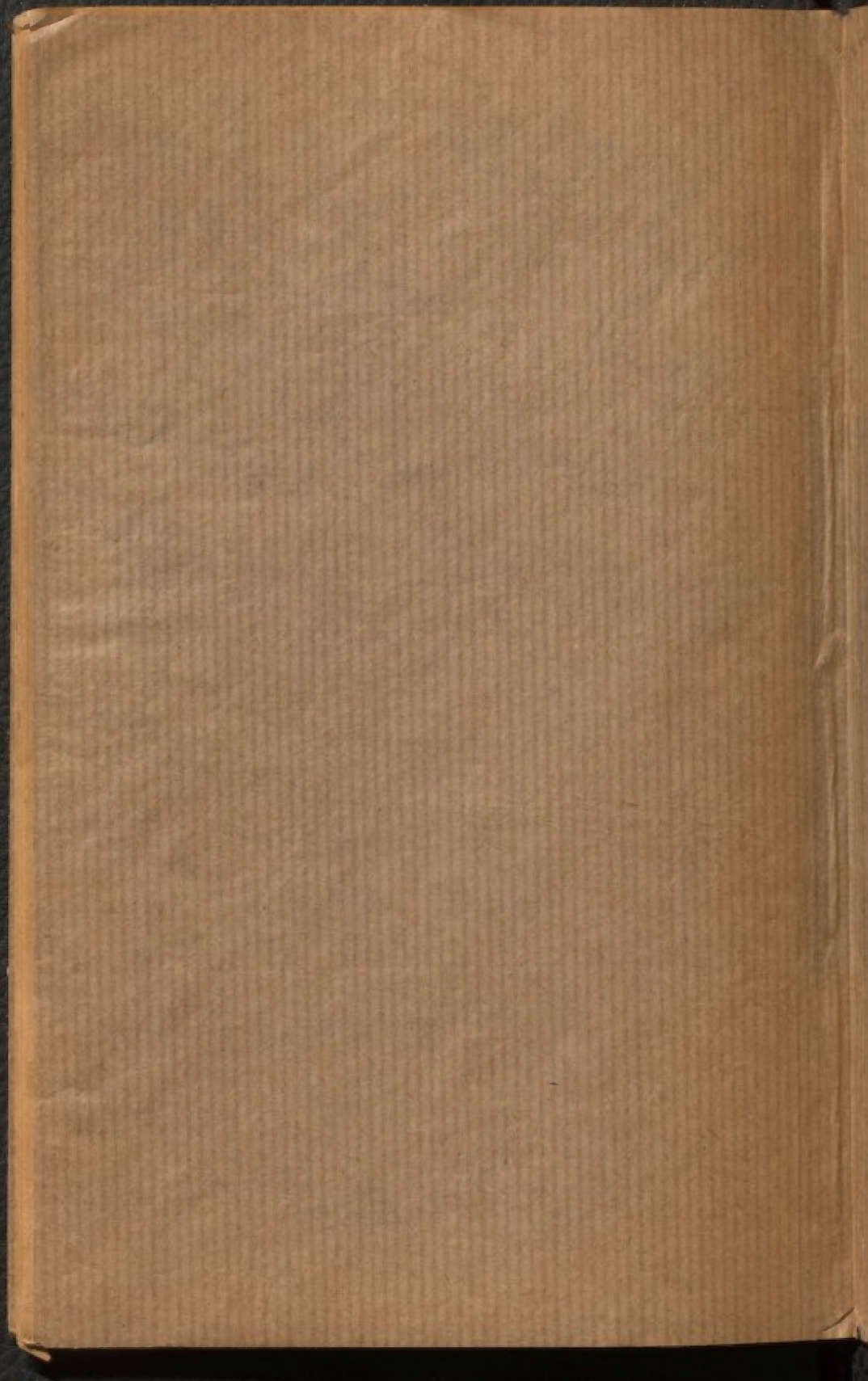
H38

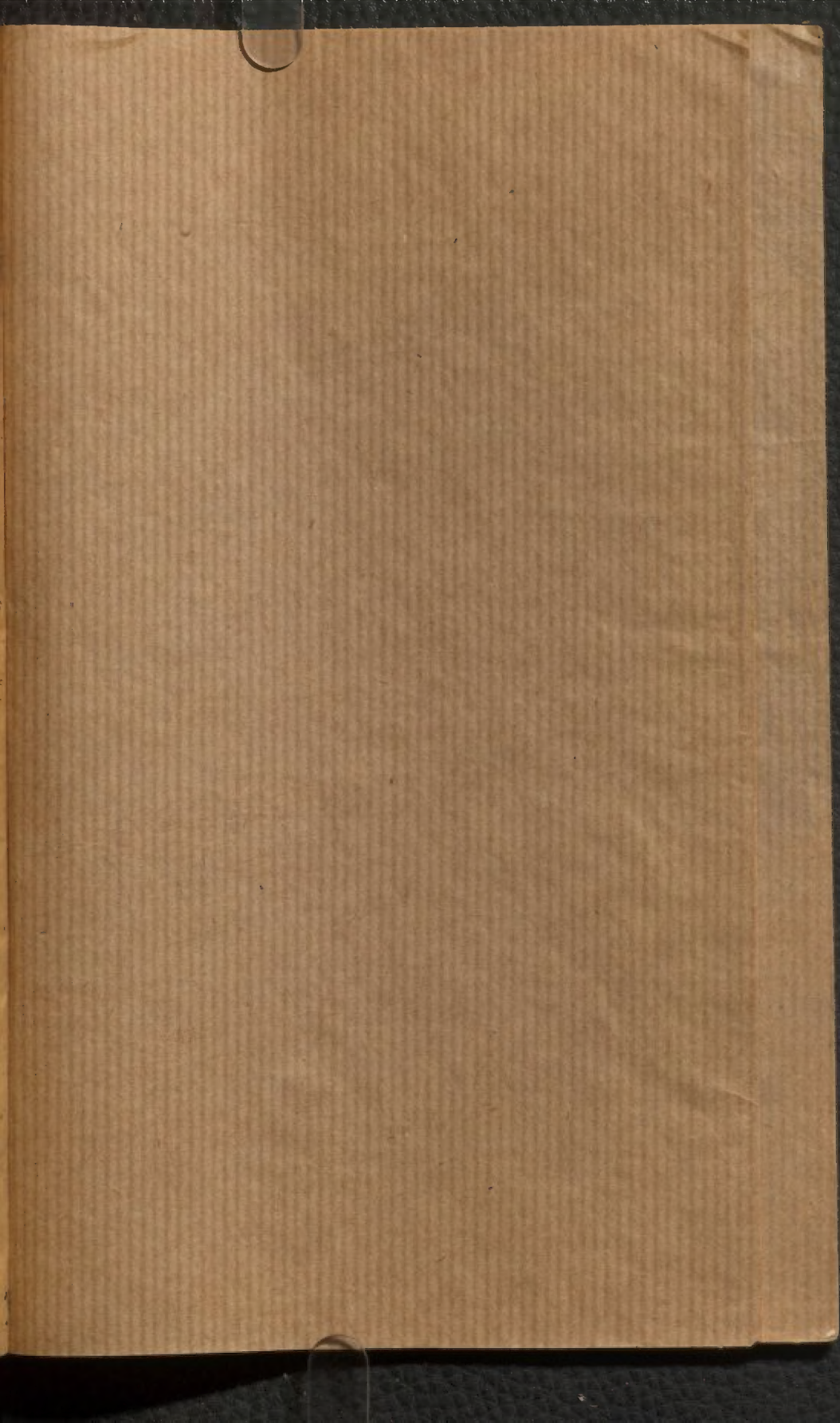
L35

1932



3370464





لٹا کی محبت لٹا کی محبت



باہتمام خواجہ قطب الدین احمد پور اشر

بار اول ماہ اپریل ۱۹۳۲ء

نامی پریس لکھنؤ میں چھپا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدِ بَارِئِ عَزَّ اِسْمُهُ

لے کاشف عشق توجانہ	زینت ادہ شمع محفل افروز	دے در محیط جاودانی	سرچشمہ آب زندگانی
درد دل مرغ خوش ترانہ	آب رخ گلشن زمانہ	رنگ چین و بہار تجھ سے	جوش گل لاله زار تجھ سے
ترتیب ہندہ تو ہے سبک	پیرایہ تجھ سے روز و شب	لے کار کشائے بہتہ کاران	مقصود دل میداران
ہم نشی صد نکات تو ہے	ہم ناظم کائنات تو ہے	ہے کعبہ و دیرین تراشور	موران صغیت کو تراشور
ہر چند کہ تو ہے لا اوبالی	ہے صنع سے تیری کو خالی	سہران میں تو ہے عالم غیب	ہے واقعہ بل زسبک لایب
پہنان تھی سامنے ہے پیدا	پوشیدہ جو ہے سہ ہے پیدا	آگاہی ہے تجھ کو فضل کی	واقعہ توست سے آری گل کی
ہر چند کہ بدر کہ در آیا	یان تیرے سوا کوئی نہ پایا	سرسے سے لست ہے تو	بے آئینہ خود پرست ہے تو
رحمن و رحیم نام تیرا	ہے کعبہ دل مقام تیرا	عشرت غم رسیدگان ہے	بخشنده آفریدگان ہے
لے مہر زخم سینہ سوزان	رے صبح اُمید تیرہ روزان	اس کتہ کو تیری کس نے پایا	افلاک کو بے ستون بنایا
سرسخت ہے عقل تیری میں	ہے زنجیری سے مہر و مہین	کر کے ورق فلک کو پیدا	کیا کیا اس پر کیا ہو پیدا
صنعت بنک یہ کو اکسب	جوشین نمود روز غائب	در پردہ نہیں ہے تو تیرا	سراہ میں ہے ظہور تیرا

عرفان تشنه بجای آوے	جوبات نہ بھیجے تو کھجانی	اے خضر رہ شکستہ پایاں	مے تو شہ راہ میوہ ایان
ہر چند کہ بے نمود ہے تو	پر عین طلسم بود ہے تو	مومن کا فریبی سے ہیں داد	ہے کئیہ ددیو کچھ سے آباد
اگر کم لکے ہے سنگ تجھے	ہر گل میں ہے آہ رنگ تجھے	تیری ہی جھک ہر آئینہ ہے	تو عکس عالم آئینہ ہے
ہر شے میں اگر چہ تو عیان ہے	ہر آب نظر میں کمان ہے	انسان کف خاک بنا یا	اک قطر کو بحر کر دکھایا
یہ بے عقل و ہوش تو نے	بسنے میں چشم دکوش تو نے	دولت یہ کسے کسوں نے بخشی	نعمت میں جو کہ تو نے بخشی
زاد و بیان حمد ہیما ت	رہ کر ہوس لب سنو نا جاتا	دریش ہے عشق کا فناء	اب کچھ دعا عاشقانہ

مناجات

یار رب میرے سریش و غم رکھ	سینم مجھے صاحب الم رکھ	ہو تا رہ در میرے دل میں	بچینی ہو میری آنکھ میں
وہوں غم دلی کا ہوش ہے	دون جان ہزار خواہوں	وابستہ ہو در میرے دم سے	رنگ گل میں خلیش تین غم سے
اگر دن سر پہ دست دوس	ہو داغوں سے سینہ رشک طوس	اب غم عشق سر پہ پرے	ایران میں اشک چشم تر سے
جون شمع نہ آگ میں جلے دل	ہر شب تب بھر سے گلے دل	تن کا ہش غم سے زرد ہو	سینے میں تمام درد ہو
باز نہ گانت در دواں سے میں ہوں	اس لطف بغیر کچھ نہ چاہوں	جلتا ہے غم سے داغ دل کا	افسردہ نہو چراغ دل کا
لالہ زار کچھ ہو تو نے نت آہ سر دیکھ	ہر بات میں میری دیکھ	غم سے رہ میرے دکو شادی	خواہش ہو قبول و نامردی
کامیاباں چھلکے غم سے جام دل کا	نا کامی سے نکلے کام دل کا	رنگین ہو جیل شک خونے	ہو جا کجائی جزون سے
نفیث کو تر نل معجون کی ہوتا	ہم پا ہو کر برہنہ پائی	آشفہ ہو طبع دل پریشان	صد چاک ہو جھیل بدایان
باز نہ گانت ہو قیس صفت بحال غربت	ہوں باوید گرد دشت و شست	حب تک ہے دستار باقی	دامن کا ہے نہ تار باقی
تو نے آہ گرد نہ کوئی پاس ہو	عربانی تن لباس ہو	یعنی وہ اگر تہ درون ہو	نہ گرد کی جامہ بدون ہو
نہ غم نہ ہوں تیز زبان کین نشا نہ	سر کھینچے ہر آہ سے زمانہ	ہو جوش جزون کا دل میں	پاؤں کو خوش آئے راہ صحرا
آزادگان ہرگز نہ ہو پاس نہ تافتا میں	ہوں شکت و شنیوے میں	جو شان پھونکے شیل ہر	ردما ہوں ہر شکر کے آگو
لوہ منوں کو نہیں ہر آئینہ ہو اظہر	انجم ہو تہ ہلال جس طور	صحرا میں حرکت کم کی دولت	پیدا کرین رنگ کی رنگت
سہاگیا ہوا نہ ہو غم کا بید	اب کہ تو خیال نعت احمد	شہد ز قلم کی باگ کو پھیر	لکھنے میں بس اس کے تو کر دیر

نعت حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوحِ حق قلم کے قابل وہ سرورِ خلق خضر آدم	ہے نعت نبی رقم کے قابل شاہدِ مشرق و عالم	گر نعت کی بوہنوں میں وہ نیشی دفترِ شریعت	جنش نہ کرے زبانِ بین داناے رسالہ رسالت
سرورِ ممکنات ہے وہ کیا اسکی صفت بیان کر سکیں	شیرازہ کائنات ہے وہ پوشیدہ ہو تو عیان کر سکیں	وہ صورتِ رحمت الہی حبیب کے آپاں پر پاک	زینتِ دہشتِ تاجِ شاہی لو لاکِ ماخلقت الا فلانک
وہ شافعِ نبیوں شالی تحقیق وہ سب کا پیشوا ہے	آباد اسی سے ہے حدائی وہ ہادی مومنانِ بیشک	مالکِ جن و بشر کا ہے وہ دہشتِ نفیرِ قاب و توہین	مختارِ خدا کے گھر کا ہے وہ واجب نے کیا ظلم کر سکیں
وہ عالمِ علم اولین ہے معراج کی اسکی شیعہ آئی	وہ مظہرِ نقشِ آخرین ہے اگر دون کو گیا وہ باصفائی	وہ حاکمِ عرصہ جہان ہے گلِ خوش ہوئے اسکے بویا	بغیرِ آخر الزمان ہے بلِ سنگِ بانِ بریدہ گویا
ہیں فکر میں اگرچہ درویش کیا ہو بشارتِ الٰہی حیات	اس مرکزِ پاک کے ہے کفیم ہو جکا وحی شد ولایت	پھر دانے پھر اجڑی سیاب ظاہر ہے ملک پر اسکی تفصیل	تھا اکرم ہنوز بسترِ خواب دامدہ ہو وہ جگرِ حبیبِ علی
	لکھ جاتا ہوں بعدِ تنہی	اب نعت کے بعدِ نقبت بھی	

منقبت حضرت مرتضیٰ علی علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب نام علی لکھا قلم نے حامی ہے وہ دینِ مصطفیٰ کا	وحدت کا مژہ دیا قلم نے عاشق ہے وہ ذاتِ کبریا کا	ہمنام خدا ہے یعنی وہ نام وہ زینتِ مسندِ نبی ہے	ناحق کو نصیری پر ہے الزام وہ محرمِ رازِ ایزدی ہے
وہ عالمِ علمِ مصطفیٰ ہے ہے پردہِ غیب کا وہ محرم	وہ گوہرِ تاجِ انما ہے قائم ہے اسی سے عرشِ عظم	وہ واقعہِ سرخِ غیبی ہے باطن ہے وہی ہی ہے ظاہر	وہ کاشفِ رازِ ہر جلی ہے اول ہے وہی وہی ہے آخر
وہ مالکِ خاتمِ سلیمان بیشک ہے وہ شہرِ حکم کا دار	شاہدِ مشرقِ آدم و نبی جان لکھتوں ہے جزوِ کل ہی کر	کس مُنہ سے کہوں صفاتِ اسکی ازلیں وہ خزینہِ راقی ہے	پیشِ جہان ہے ذاتِ اسکی مشغول بکارِ باری ہے
حق نے اسے رہنما بنایا	سب خلق کا پیشوا بنایا	والستہ ہے کائنات اس سے	حل ہوتے ہیں مشکلات اس سے

جس جاہو نو روز و حیدر	وان زہرہ شیر کب ہو جا	جس جاہو شجاعت اپنی دکھا	جس جاہو شجاعت اپنی دکھا
الحق وہی باب علم حق ہے	ہے رہنق لوح نام اُسکا	ہے عرش برین مقام اُسکا	ہے عرش برین مقام اُسکا
مین کیا کہوں کی شان فقیر	اکھڑا ہے اسی باب خیر	وہ شیر حق و شیر دلاور	وہ شیر حق و شیر دلاور
پھر وہ جو زنج کر بلا ہے	ہے کھیرہ راہ دین کے بانی	بعد اسکے حسن امام ثانی	بعد اسکے حسن امام ثانی
خود ترجمہ کتاب دین ہے	باقر کہ امام پنجین ہے	پھر ہادی راہ دین ہے سجاد	پھر ہادی راہ دین ہے سجاد
منظور نگاہ حق ہے کاظم	پھر غنوار راہ حق ہے کاظم	پھر بات مین جبکہ نہیں شن	پھر بات مین جبکہ نہیں شن
ہر دم اسے عش بندگی ہے	پھر متقی خدا قتی ہے	پھر موسیٰ علیٰ صنائمہ شرع	پھر موسیٰ علیٰ صنائمہ شرع
وابستہ اسی سے داری ہے	پھر سبک امام عسکری ہے	بعد اسکے فقی ہے صاحب علم	بعد اسکے فقی ہے صاحب علم
دن حشر کے بخشو ہوس کو	یار بطفیل این دوو	پھر پیشتر از نزول عیسیٰ	پھر پیشتر از نزول عیسیٰ

بیج نواب وزیر الممالک سعادت علی خان بہادر

لازم ہے رئیس کا لکھے نام	جس عہدین چکر کچھ ارقام	ہے والی ملک کی بھی انعام	واجبہ بان اہل تصنیف
وہ زمین تاج خسروان ہے	وہ کو کبیر دار آسمان ہے	شالیستہ مسند وزارت	وہ صاحبان لہ جاہ و دست
احیا کنی ہمہ اسے تازہ	ہے چہرہ ملک کا وہ غازہ	ہو جبکہ سعادت اہل نام	کیون سعد ہو و اسکا ہر کام
ہم صاحبِ طبل و دم علم ہے	ہم صاحب تیغ و قلم ہے	سکان نیوی آسمان شاد	ہے عدل سے اسکے اکھان شاد
ہم حکمت محض ذی ذکا ہے	ہم عقل حذاقت آشنا ہے	ہے اسکا سکندر آئینہ وار	ہے تخت شہی کا وہ سر اور
مرہم نہ رخم جان دل ہے	وہ غازہ حسن آبی گل ہے	ذہن اسکا ہر موجد و صنائع	خلق اسکا ہر خوش کن طبائع
رقاص بنے نہ کیونکہ ناہید	جس بزم کا طبلی ہونو رشید	یا ہلک خسرو و سپہ افراک	تمشی گری اسکی مین ہے چراک
بخشش مین مین نیکو کو	ہے تنگ لی سے تنگ اسکو	ابر بارندہ بحر ذخار	ہے اسکا وہ پخیر گہر بار
اس گھر کے فقیر سنا شاہ مین	اس کے دیکے ایسے گیلان مین	جو چاہے بخشد تو دم مین	جوادی یہ اسکی ہے قلم مین
ہو جاوے نہ بیج تاخو شامہ	تو بیج مین اسے ہوس نکار	مین درپہ شاہ مثل دیوان	یاں قہیر دم بلکہ خاقان
ہر روز ترا ہو رشک نوروز	یا ربیبہ ہوا مین باشہ نوروز	ہو وادی بیج سے عنان تاب	بر حرم و دعا سے عمر نواب

تجربہ سے ہی راجہ بھدر سعاد	زینبندہ یہ سند وزارت	دشمن کو باہمال غم ہو	جو دوست مست جام جم ہو
----------------------------	----------------------	----------------------	-----------------------

سبب تالیف تنوی

آگے بھی بہت بن و تفریر	اس قصے کو کرکے ہیں تحریر	نشر زن دل ہے یہ ترانہ	اعجاز ہے قیس کا فسانہ
ارے جو بیان پُر اثر ہے	جب کچھ وہ تازہ تر ہے	میں عشق کا لیک شیفہ تھا	اس قصر پرچی فریفتہ تھا
اکدن غم دل تنگ ہو کر	کینے لگا جی ہی جی میں ہو کر	بے یار ہے سخت بیقراری	دکھائی گئی کیا یہ انتظاری
سوز و دل کچھ کر کے خوب دلی	رشتے میں سخن کے در پر و دل	چندے اسی مثل میں گداؤں	نفسہ اسی قصہ کا آواروں
سویلیسی قصہ کی بیان ہے	اب بیان شروع داستان	بخندہ ہو کر کام شاعر	رہتا ہے اسی سے نام شاعر

آغاز داستان

ہے ملک عرب جو مشہور	ہے یہ اسی سرزمین کا مذکور	یعنی سردار اک بان کا	سرچلہ قوم عامری کا
اس شہر کا شہر بار تھا وہ	مشہور بہر دیار تھا وہ	باحتمت وجاہ کا مرانی	کرتا تھا بسروہ زندگانی
رکھتا تھا خزانہ گنج در گنج	تھی خلعت شہر اس سے بیرون گنج	ہر قصر و عمارت اسکی دلکش	ہر خانہ و جاگہ منقش
ہر کوچہ بہشت کا کفادہ	آبادی تھی وہ ان زیادہ	ہر طرح و مرغزار غیرا	ہمدوش بہ سطح بہ چرخ خضر
ہر مروج نسیم یاد گار بند	ہر قطعہ بوستان طلب خیر	تھا اہل کرم زمین ہر سردار	درویش تھے دانکے سارے زار
جون ابریز زمین ہر دشتان تھا	دریا بشکوہ آسمان تھا	تھی اسکی سخاوت جو زمین کے	دنے کو ملی تھی قیمت زر
مجموعہ جو دوکان اخلاق	سرد فر انتخاب فاق	طے ہمت حاتم کو کر کے	دیتا تھا وہ گنج مال زر کے
داناے زمان عبقلمندی	سفاک تھا ان بہ تیغ بندی	ہر علم میں ماہر زمانہ	وقت سخن بان شانہ
چالاک جن موٹگانی	دانندہ وزن ہم قوانی	کام اسکا جو عدل نفس تھا	فریاد یوں کا وہ ادرس تھا
رہتا تھا ہمیشہ شاد و خرم	جز بے رضی نہ تھا کوئی غم	تھا ملک پر اپنے کو اسے راج	اولاد کا تھا ولیک محتاج
درویشوں کے روز ملتی تھا	رہا دے تھا سوال سی کا	ایسا عمل اب کوئی جادو	جو نخل مید بار لاوے
مزدع میں سے کسی شکر مالی	جون کوئی ضد ہر دے خالی	ہوئی فرست مال سے تو خیر نہ	لیکن ہوں سپہ کار زر و مند
تاریک نظر میں ہے زمانہ	رکھتا جو نہیں بے چراغ خانہ	خواہش تھی عرض یہ ہر روز	تا ہو شب تیرہ نورافروز

ہر صاحب کشت بزاری	منا تھا بعد امیدواری	اور خود بھی شب سیرین کش	سجدہ میں سر نیاز رکھ کر
درویش منطیبا دشا ہی	کرنا تھا عبادت الہی		

داستان تولد شدن پسر

آگدے بدعا جب تک کو کچھ	بخشا اس حق نے ایک نند	صورت میں طفل شکرتا	خوشید ہو کسل سکایا
تھا اتنا حسین ماہ پارہ	بھکچکین کھینچم نظارہ	ہنسل ہلال ہر لب رکا	ماہ کامل تھا غیب رکا
سوسر رنگ صد لین پر	بھجائی ہوئی تھی گھا جین	لوتے ہی پسر کھر میں پیدا	سوچی سے ہوا وہ اسپید
غنجے کی طرح جوتنگ تھوہ	خندان سو برنگ گل ہوا	حسرت پسر تھا جو پر غم	صد چند ہوا وہ شاد و نرم
ر مال و جو میون کو بلوایا	خلعت نے انکو از سراپا	پھر انکو بعد خوشی سنایا	اس واسطے تم کو بے بلایا
یعنی کوئی دیکھو ساعت	اور نام رکھو پسر کا سن بعد	ر مالون جبکہ قرعہ والا	فیس ہنری لقب کا لا
واکر کے درخزنیہ فی الحال	انعام کیا جو تھا از روال	تھا عیش و طرب لعلینش	باہچین تھوخی کی تاب گوش
بٹھا جو خوشی سے زرنے	سائل لگے ہر طرف آنے	مسرور ہوئی تمام خلعت	ہر کو چہ بچی خوشی کی نوبت
سب اہل نشاط ملے باہم	دینے لگے شادیاں پیہم	طبلے کی ملک فلک پر بونچ	آواز غنا فلک کو پونچ
ہر طائفہ کی تھی تھی سے	پھولانہ سمانا تھا خوشی سے	از بسکہ در کرم کھلا تھا	خلعت ہر اک لے رہا تھا

داستان شادی چھٹی کی

آیا جو نہی ن چھٹی کا گاہ	باہم ہو غسل نہرہ واہ	مین کیا کونیاں حاشی کی	تھی حرم محل مین چھٹی کی
کوئی ارکے کو جا کے کھینچی	کوئی شکر کے سجد کر ہی تھی	لیتی تھی زچہ کی کوئی پونا	دیتی تھی کھڑی کوئی دعا
مہانوں کا دن جو م کرنا	میر انون کا وہ جو م کرنا	کسی کوئی استاد داد آئی	اندر نے یہ خوشی دکھائی
سب پہنے لباس فاخرانہ	بیٹھے تھے قریب اہل خانہ	جس بھرو میں ہ زچہ ہی تھی	مین کیا کونیاں نقل اس جگہ کی
پاکیزہ تمام صفات ایوان	ہو دیکھے جو کھٹل حیران	دیوار و مین طاق چھوٹے	ستھرائی پہ جگے جان لٹے
نقاشی چھتین جب نظر آئیں	ہزار کی گھٹن کو لگا پائیں	تھے نخلے امین دش ہرز	تھا جسے وہ سب کا خوش بو
تھی چلنوں پر بہار دینی	تھیں دریاں کلاہوتی	آراستہ ایک ان چھپر کھٹ	محل میں تھی کی سجادت

گرد اسکے تھی بوئی کی جمال	باد نیچے چڑھے فعل کو بہر	ز رفیق کی مسند کس نری	پاس کے بعد صفائے تھی
یٹھی جو تھی دان چھینڈنا	مین کیا کون گھڑی کا انداز	جڑے گند کے رات آئی	اور وہ فلک لایا دکھائی
والا ان وہ نہ چہ بھی بارے	اٹھنے لگی دیکھنے کو تاسے	وہما قہیلہ ہو لیان ساتھ	دے دھوئیں چہ کے ہاتھ تین بات
وہ نینچا عیدین ماہ بیکر	تلوار میں نکاسے ماہ بیکر	کوئی چلی پھلکے پاؤں مہر	مصحف کا زچہ پہ سایہ کرتی
لیکن وہ زچہ کس میں خوبی	تھی شہرہ حسن بیچ ڈوبی	سیوتی سادہ رنگ جینا	اور نہ پہ گلاب سا پسینا
پرسک گہرے انگ ساری	اور ہوتی تھی سر پہ نہاری	میکے تھے جو خوشا جین پر	سب جین تھے لعل و گہر
تھی سر سے یوں کر چشم	جون کھینچے پہنچ کر چشم	ہو تو نہ نقطہ ہو رنگاں تھا	وہ رنگ تھا بالک جان تھا
ندان وہ اسکے ملک شہنم	شہنم وہ میان غنچہ باہم	تھا او سپہ جوار اتوانی	لکھتی تھی قدم لیسر گرانی
دیکھا اسکا زین چہرے خواہ	بے نور فلک پہ ہو گیا ماہ	برق نگاہ کی چوکی کو نہ	تار و نو جو آگئی چکا چوند
جلدی سے وہ ماہ کو تاسے	والا ان میں اپنے آئی باسے	اناکے تئیں دیا پس کو	مسند کی گئی وہ ٹیڈ خوشخو
	بہر شہنم گامین دی ابری	گذری وہ خوشی میں ساری	

داستان بکشت نغانین قیس عاشق شدن و بر لیلی

یوں ایسے ہے قصہ کی یاد آ	یہی کہ یہ عالم رضاءت	وہ ازہ منال گلش عیش	پلے لگا جب بدامن عیش
نخل کا قطرے شہنم	برہنے لگا ہر گھڑی ہر کدم	نہارہ ہرنگ گل ہوا سرخ	تاویدہ خاود و شہنم سرخ
وہ دوحہ بارغ شہر باری	کی شیر نے جسکی آبیاری	گدرا جو خیر اسلہ کمال	انبا پہ تھے کمال خوشحال
پانوں سے لگا وہ جبکہ چلنے	وارفتگی اک لگی نکلنے	گوای می جہت کی زبان تیز	کرنے لگا باتیں عشق آئینہ
ہم میں کئی دیکے اکل خاطر	رہتے تھے ہمیشہ پاس حاضر	جب سن قیس کو وہ ہو چکا	عالم ہو ا کچھ سے کچھ اسکا
ہوش و زہد اسکو آیا	کتاب میں پڑنے میں چھایا	بسم اللہ کر کے لے آغاز	کی ابجد عشق سے زبان باز
چرخ تھی تھی بان تھی گمراہ	اک سمت کو دختران چاہ	وہ کتب لبر خارج شوان	گو یا تھی بہشت حر و طمان
اک لڑکی بصورت پر نواز	یہی تھی سین میں نیراز	تھی دفتر حسن بیچ وہ فرد	میں اسے کہتے تھے زنج و ر
تھیں اسکی طاعت اسکا کر کے	چہرہ و گہا اک آہ کر کے	صورت وہ دیکھی تھی ساری	دھین لگا تھے عیش کا باری

بسم اللہ عشق کے سوتیلے	پڑھنے لگا کچھ کا کچھ قتل میں	استاد چڑھا تھا الفت یا	کستا تھا ہر کے قیس لیلیٰ
خاندانہ جواد راز کیا تھیں	آپس کے سبق میں ہم زبان	تھے زمرہ خزان کو دیکھنا	سر لے ہو زیم آخر نہ
پڑھتا کوئی بیت سوسیلی	یہ محو کتاب دس سلی	سب کے کرتے تھے سبق یاد	یہ بہ زیان ل یہ فریاد
کوئی علم کا مکملہ خواہ رہتا	یہ نظر نگاہ رہتا	پڑھتا کوئی مقولہ موقوف	صرف نگاہ طفت مشوق
مشغول کوئی صورت غانی	یہ شام میں بے زبانی	آپس میں کبھی کو کجست نکرا	تصویر صفت نقیشت یوار
کر کے کوئی دامن شمار	پڑھتا تھا سبق پیشیاری	ان فطالم سے تھا ہر اکدم	مجموع عقل و ہوش برکم
کوئی خوشحالی اپنی پر اچھلتا	عشق کے کٹھن چلپتا	مشغول کوئی بدیں تعلیم	انگشت یارب صورت یم
کوئی شین کی تھا شمشیر	یہ ہم ہر جیب صورت ال	کوئی قطعہ خط سے خطا کھاتا	چون حوت غلط یہ تھی حاتا
اسلام صبح جیسے ہمیشہ	سیارہ دل لے راتوش	جب عشق نہ دین سکا ضبط	لیلیٰ کو بھی اسے ہو گیا ربط
آپس میں یہ راز دل ہر دم	کرتے تھے بیان ہدیہ ہم	حالات اس کے آخر کار	دلدادہ عشق سمجھے سب یار
طور اسکا جو رکھا عشق	الفت میں کیا ات فسانہ	دشمن سے جو اس کام کھا	محزون ہر اسے نام رکھا
عشق اسکا ہوا چون شہ	کرتا تھا یہی ہر ایک مذکور	پایا جو شکیب قلب کمزور	رہو امی عشق نے کیا شور
آخر کو یہ پیشہ دل نرم	پوشیدہ ہوئی نہ آتش گرم	افسانہ اجراے سلی	ہو چو جا ہی باقرای سلی
سک یہ سخن ملاقات میر	جھری وہ مثال آتش تیز	مان اسکی زبکہ تھی جڑ	پر دین کیا اسے نظر بند

آگاہ شدن مادر لیلی از عشق محزون نظر بند نمودن لیلی را

لیلیٰ کا ہوا جو بند آنا	محزون یہ جنون ہوا فسا	دیکھا جو اسے نہ پاس اپنے	پائے نہ بجا ہوا اس اپنے
لیلیٰ سے ہوئی جو کو دیکھا	کی آہ و فغان نہ صوری	دل عشق کی کو فکھا نینکا	جی آہی خوش دور بھاگا
تھا لیلین جو عشق کا جوش	کرتا کبھی شور گاہ خاموش	انہ تجھ میں ل آرام	جھک جھک کبھی کھتا دھرم
کرتا کبھی دیکھنے کی گھاتین	کرتا کبھی آپ ہی آپ باتین	رک کر نگہ زار و تا	اٹھینے لگا وہ زبا ہوتا
کرتا کبھی چاک پیر پر کج	نہا گئے خاک سے بدن کج	ہر کوچے میں بقرار ہوتا	خس کھائے ہر لکڑی پہ کرنا
پڑھتا کبھی شعر پرورد	رہتا کبھی کھیت چتا دم سرد	شکل ہر کی سکوت دہ	لکھنے لگا کاش الم سے

مکتب کی طرف کبھی نہ آکر پر دین عجب اُسے بٹھایا یہ کہتے ہی باد تند سادہ رودا ہوا بجا اہل وجد چشمے کی چشم سے ہمارے بے یار ہوتی نظر پریشان کامے باوصیا سو دل آرام جن سے ہوئی تری جدائی گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا جز فرش کھانا تھا کبھی کام عاشق دین جان اپنی کھوکھ	کہتا تھا انیسون کو سنا کر جاتا ہے یہ چاند کج چھپا یا وحشت وہ وانی بھی گیا وہ فریاد کنان گیا سو نجد ناتے کئی انگٹا کھائے پھرتا تھا ادھر ادھر پریشان لیجا تو یہ غمزدن کا پیغام دیوانے پیرے آفتابی اندوہ نے تیرے چھلو لوٹا اب بستر خاک کہ ہے آرام ادھیت تجھے خبر نہ ہو کہ ہر چند کہ قابل جفا ہوں	لیلی کو نہیں بی بی رہائی کوئی اسکے پر کو آنا سمجھا بکنا ہوا دیکھ اسکو جاتے سہ رنگ کے آنے خوب لایا جی اسکا تھا ایک سو لیلی گاہے سر راہ یار رو رو کاسے چشم و چراغ جان عشق کھویا سا گیا ہونچ میں بے فکر تھی اہوں گھر سے دل سوئے شب کے خمیر ہے بدست امید اک نگہ پر اگر رحم کہ بندہ خدا ہوں	پڑھنے کو وہ اجملکت آئی معتوق اسکا جی گھبرایا سبٹا رہے دروغ کھاتے اُس کوہ کو خون میں لویا تھا دل میں خال کوئی لیلی دیتا تھا پیام یہ صبا کو مے تو گلستان عاشق آوارہ ہوں تیری آرزو میں بیزار ہوں رو پد سے اب سنگ ہمیشہ زیر سر ہے افادہ ہوں تیری غلام رہ پر
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ناگاہ دیدن لیلی از غرفہ مجنون را

ناگہ ز فضا نگاہ لیلی عاشق کو چہ دیکھا غم سیدہ دیکھا جو است باہ و داری عریان تھا بے کلاہان سر وہ فرش زمین یہ بالہ خمیر کرنا تھا وہ گفتگو پریشان بسل کس طرح سے وہ کھڑا مجنون کی نظر لگی جوا دھر	مجنون چہ پری نگاہ لیلی دھونے لگی مہر با بیدہ کرنے لگی بان یہ بقراری افسوس تھا جان چین پر مس یہ بیان عظیم کی تصویر کرتی تھی یہ جمع مو پریشان دل سینہ میں اسکا تھا دھڑکنا جس غم میں تھی ماہ پیکر	رو لگی اُس دیکھ کر پریشان آلودہ گرد وہ سراپا تر گرد کی اسکے قہقہے بدن وان دروست تھا وہ سرت پر وہ کہتے دنوں کی غور و خواہ وہ صورت لوح بقراری وہ آتش عشق سے چمکے تھا اکبار جگر سے کھینچ کر آہ	انگشت رخیخ زیر دندان دوبی یہ عرق میں ستر تپا تھا بار لباس کے تن پر یان عشق کھنکھناتے دل تھی جذب عشق سے یہ تپا یہ غرق یہ بحر شرمساری یان مضبوط سے اکام لکے تھا ٹھہرا ہوا گرد آسراہ
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

خورشید خطا وہ مہربان لک	بیتاب یہ جیسے ذرہ خاک	وان جلوہ حسن لیلیٰ افزا	یاں خان کے دکشیدہ مجنون
ملتی تھی وہ دھڑ دھڑا	کرتا تھا یہ دردست قدیوں	تھکے تھکے تھکے بار بار دل کو	یاں ذرہ نہ تھا قرار دل کو
لوگوں کے اسے نہ تھے خوف	رسوائی عشق پہ بیخوف	خاموش وہ ڈرتے اپنے فکر کے	کرتا تھا یہ بات شور کر کے
کرتا آئینہ اسے کوئی دکھاتا	آپ کو خاک میں لاتا	آخر کئی بار پاس آ کر	کنے لگی اس طرح سنا کر
کاک خاک در دیا لیلیٰ	مے عاشق بقیہ لیلیٰ	الفت کا ہے جرم تیری گرد	در پہ ہیں ہزار دوشمن
کرتا ترک رہ مقام لیلیٰ	بد نام تری ہے لیلیٰ	یہ کتنی ہوئی بصد خرابی	لائی اسے گھر تلک شابی
کرتا کبھی ایک قدم جست	پھرتا کبھی جیسے پیل بہرست	سمجھانے اسے ہر ایک آتا	پر کچھ وہ خیال میں لاتا
کرتا کوئی عشق میں نہیں ہو	کرتا یہ نگاہ حسرت آلود	کرتا تھا کوئی بے دست داری	لیلیٰ کی نہ کر خواستگاری
کرتا تھا وہ مبتلا لیلیٰ	چاہوں کسے پھر تو لیلیٰ	لیلیٰ رگ گم میں سے سائی	دیتا نہیں اس دکھائی
کرتا کوئی درد عاشقی ہے	ہو جاتے ہیں نا امید جی سے	تڑپا ہے ندان جان کھونا	دانائی ہے مبتلا نہ ہونا
کرتا یہ جو عاشقی طلب ہے	اندیشہ مرگ اس کو کب ہے	کرتا کوئی عاشقی نہیں ہے	جی بجاتے ہیں بحر عشق میں ڈوب
	جیسی زبان پسند سنا	جون شعلہ شمع سر کو جھنکا	

آگاہی یافتن پیر مجنون از فرشتگی او بر لیلیٰ و خواستگار لیلیٰ نہ پیر او

ہے یاں کے روایت اس طرح اب	آگاہ ہوا قیس کا بد حسب	اس کے پیر سے رفتہ نہ ہو	اکھا نیا آگاہوں کی آتش
دیکھی یہ پیر کی جبکہ حالت	اس کو بھی ہوئی پت نہ ات	آنکھیں میں غم تو دل بھرا	ناچار ہو تب بے پائے لایا
کے دیدہ در آتھ شیاران	مے دار و درویر ازان	ہوں عشق پیر سے غم ریدہ	آگاہ کہ وہ کہ یہ ہوا کیا
کیا بات مل سکے تین کی	جو مان بھی اسے کی جدائی	کیے کل ہوا غم اس کو پیدا	ہے کون ہوا یہ جہش پیدا
تھے غم راز قیس جو جو	سجال کسا انھوں نے درد	عاشق کا بھی ماجرا سنا	مشتوق کا بھی چہ بتایا
سن قصہ حال زاد فرزند	پر غم ہوا کچھ کچھ ایک خرمند	پھر بولایہ خاطر پریشان	آگاہ جو پیر خورشیدان
ایمان قبیلہ جمع ہو کر	پورے کہ یہ بہ صلاح بہتر	باشمٹ جاہ بردباری	خود چلے پیر خواستگاری
تیار ہو تب تو سب بہتر	خوش خوش ہو سکتی رہا	لیلیٰ کا پیر بھی جیکہ ناگاہ	آئے سے ہوا انھوں کے آگاہ

منزل سے وہ اپنی بہن لایا	اور اندرہ فخر گھر میں لایا	تھے کئے لاکھ حاضر اس نے	کی عامر نوکی خاطر اس نے
لایا وہ بجایہ میہمانی	جو ہوتی ہے شرط میہمانی	من بعد کما یہ ہو خواہد	فراؤ جو کچھ کہ ہوں مطالب
مجنون کے پرے آنکار	کی اندرہ عاتری گشتار	آیا ہوں جو ہو کہ آرزو مند	ہے حاصل عمر اک فرزند
خواہش ہے گرد واکے تو	فرزندی میں اپنی اس کوے تو	کر دیکو تو اوس میں ہو گزند	دشتر کو تری بجایہ فرزند
دو ہوں جو گھر بکباری	بجائیں اسکی رشتہ داری	جو غفل پر اندرہ ہے ہے	ہر ایک کی ادھر نظر ہے ہے
ہے بس یہی لطفت چشمہ آب	تا قضا جگہ ہو کوئی سیراب	گذری ہے سدا بجا حوش	ہے مال و خزانہ بن نہایت
جو کچھ کہ بہا کرے تو کے یہ	ہوں تیری متاع کا خریدار	لیلی کے پرے تب کما یہ	جو تم نے کما سو ہے بجایہ
لیکن یہ خلف تھا لاہوش	مجنون سے پری ہو کیا ہم آغوش	سودا زده سب میں سے وہ ہو	یہ بات ہو ہو کیونکہ منظور
زہار نہیں کچھ اسکا چار	یہ ننگ نہو لگا گوارا	اس امر کا تذکرہ نہیں خوب	ہے پیش عرب یہ بلط میوب
راضی اگر اس سخن پہ نہیں	قوم اپنی کو کیا جواب نہیں	جیتک کہ نہ وہ صاحب شہ	اس بات کو کیجئے فراموش
شکر یہ جواب یاس اکبار	نومید اٹھ وہاں سے ناچار	آزادہ گر یہ ناک پر غم	سب کے یہ حیف کرتے باہم
مجنون کو جو کج سو لیلی	جانے سے ہمارے تھی تسلی	اب کیا اسے ہم جواب دیں گے	کس منہ سے یہ اجر اکہیں گے
کس رعبہ امید وار ہوگا	کس مرتبہ انتظار ہوگا	تھمر نہ وصال یا فاقوس	واحد سر و صدر ہزار افسوس
اکرتے یہ بیان آنکار		منزل میں سب اپنی آئے اکلا	

فیضیت کردن پیر مجنون مجنون را

راوی کی یا کون سے تفسیر	یعنی یون کہے ہے خامہ تفسیر	بیٹھا تھا جان شمع ہون	وارفتہ عشق یعنی مجنون
تھی لے زبکہ غم کی کاوش	نکتہ تھا بعد ہزار آہوش	تھیر مجنون غم کی حوش	حسرت نگاہ ہزاروں تھی
ہر اک نے بعد ہزار منت	کی آن کے اس طرح حجت	نمیرانی تھی جو کہیم نے پیر	وہ پیش گئی نہ پیش تقدیر
اب اپنے کئے کو مان اتنا	لیلی کا نکر و صیاں اتنا	دے دے تیں تیں تیں	پر باد بجائے جان شیریں
لیلی سے عروس اور بستر	کرے تین تیرے لئے مقدر	جس چیز پر دسترس نہ ہو	کیا فائدہ آپ کو جو کچھ ہو
لیلی کا عبت تو بیتلا ہے	دل و رکوش کہ لیسین کیا ہے	ہر قسم میں رہنا بخیر	یگانے سے دوستی نہیں خیر

اشک لکھوئے اقدار نہتا	تو آپ کو خاک میں ملا	مجنون نے نئی جوین لکھا	صورت سے ہوا خود کی بیزار
دیکھی جو نہ ضبط کی سامی	فریاد جگر سے لب پہ آئی	کرجا مہ صبر پارہ پارہ	پٹکے تھا وہ سربنگ خارا
حقا عشق کی تیغ سے چھل	تر پا وہ بزرگ مرغ نسل	حق با توں جتنی سکونید	سوا در جگر میں پرکے چھید
کرتا تھا جو بائیں لئے جی سے	سو ہو گئی یاس نہ کی سے	کر شورہ قحان آہ فریاد	کننے لگا پھر بجان ناشاد
تقدیر میں میری کیا لکھا	کس جا سے یہ درد کی دوا	کس دکا آہ مبتلا ہوں	اتنا میں اسیر صدمہ ہوں
کس طرح پھر دن پھر دم	کوئی دوست نہیں ہے غم	جاتا نہیں مجھ سے جی خیال	تقدیر سے کس بلایں والا
یہ کہنے وہم رسیدہ اکبار	کر خست سفر کو دوش پر بار	اک کہ ہے میں اس جگہ بیجا	گھر بار سے دل ٹھاکے بیجا
دل تیغ کچھ سر اس کے عشق	بیٹھا وہ مسافر جہ عشق	پھر خست کوتا رتا راکر کے	دیتا تھا وہ پھونک کر دھڑکے
سوتا کبھی رکھنے زیر سر ہاتھ	اٹھ بیٹھا گاہ سر پر ہاتھ	بچیں جو فرط غم سے ہوتا	سر زانو پہ رکھکے دیر دوتا
نہ منزل بود و باش تھی یاد	مان باب کی نے تلاش تھی یاد	جس جس کا گندہ دھڑکتا	مجنون کی وہ کسی پہ دوتا
الفت کا جگر میں درد اس کے	ہر کو چہ کی نگہ پر اس کے	بے یار و غیب سے احوال	آزردہ دل شکستہ احوال
منہ کنترت مان سہوڑے	دلنگانہ وہ جگر بھی چھوڑے	لیلی لیلی زبان سے کہتا	صحرا میں خراب مارا پھرتا
عشق اس کو غم سے تنگ کرتا	چھاتی پہ اٹھائے سنگ کہتا	جون شمع جگر گداختہ تھا	بے یار حواس باختہ تھا
کہ ہوتا خیال ایسے شاد	کرتا کبھی خود اپنے فریاد	کہتا کبھی اے ہائے لیلی	میں تجھ سے جدا ہوں لیلی
کہتا کبھی ہاکیا کروں میں	اس درد کی کیا دوا کروں میں	نے عشق سے پناہ پاؤں	نے بردرد سے پناہ پاؤں
دم آنکے سینے میں لگے ہے	آہوں دن جگر بھٹکے ہے	کھو یا کیا نام و رنگ مجھے	ہے جان مری یہ تنگ مجھے
نفسر سا چھکے ہے جو لگے ہے	سورخ ہر ترخان سے جو لگے ہے	ہے نہ جینے عشق کا شور	غم کا دل تو ان سے زور
نہ ہوش نہ درد جاہن میرے	نے کہنے میں سے پائیں میرے	تو اس کی زبان میری	تنگائی قلع جان میری
جس چیز سے ہے لال جی کہ	رہتا ہے وہ خیال جی کہ	الفت ہوئی دشمنی نہ جانی	کس اور سے تھی زندہ گانی
غم دل میں لگا فرار پائے	خواہش تکی کا نہیں دھانے	اشک لکھوئے مرگم تو ہیں	خراگان ہیں غم نہیں بہرین
دل لیا ہے نہ الہ میں کچھ	مچھوڑے تیرے نہیں کچھ	سے کوئی رقیق نہ درکار	لیجئے جو مجھ کو تار در یار

بے دوست گئی یہ عمر برباد	فریاد ز دست عشق فریاد		
رفتن پدر مخزون تلاش مخزون و ہمراہ اور دلش بحیلہ و فریب			
<p>راوی فرمائے غم آمیز خویشان قبیلہ تھے ہمراہ دل ٹکڑے جگر سے آہ کرتا کیون تو نے فلک کیا دھایا خواہش میں بسیر کی جب تلیر سو میر ہما بخت کا صید پالا تھا جسے نیاز و نعمت گل دیکھتے تھے نگار ہو وے کتا ہوا تیرے چشم پر خون ہر سنگ سے سر کھاتا تھا اک گوشے میں دیکھ کر کیا غصہ نہ صبح سی وہ چین گلفام چہرہ پہ ملال یوں ٹان جز آہ نہ تھا نہ فین کوئی خواریدہ سرو شکستہ حال ہر دم کے ساتھ ساتھ اک ہم لاغر تر از آنخوان نے سے نے پاس کی نہیں دوست بڑا مال نہ ہر دم کسی سے</p>	<p>اس طرح کرے ہے انشان تیر سب گھمٹے چلے بنالہ آہ ہر دم جلا نگاہ کرنا مجھے مرال کو چھڑایا تب کی تھی وہ نہ سیر تیر ہے دم پاک عشق میں قید ہے غم سے کچھ اور کی حالت اُس پاک خواہش خار ہو کہ جاتا تھا وہ در تلاش مخزون مخزون مخزون بجاتا تھا یعنی کہ بسیر کا حال ہے اور موسکس پر ہجوم ظلمت شام جون بڑنگ میں نہ تابان جز گرہ نہ تھا شفیق کوئی جائے میں قلم میں چن ل رخسارہ بزرگ عطران رد تن شاخ خزان سیدہ حبیب شیتے دلتھان پاچست عشق کی تھک چنے ہی سے</p>	<p>اکدن پدر اسکا غم سے رُو دیکھا چہ نہ اُسے اپنا پیارا گم سو فلک نگاہ کر کے کیا مجھ سے تجھے یہ کہنا تقدیر میں بسیر تھی جو فرزند دل تھا مرا جس سے شاد و غم کی جسے بھونہ رہ زوری آغوش مرا ہو کی جاگہ اکن شست ہو با صدا اندوہ وہ عاشق زار رو مخزون نے سرو قد نہ گل سادہ رو نے گول بدن دست پا وہ لانا وہ دھڑک جین جین صد چاک جو پہلے پیر تھیا مہر کے قریب یاد سے دور آکھونہ نہ وہ اشک جھلا چہرہ پر غبار درد ناکی جڑوں غ فراق بادل سرد رودست نہ چھو کسی کی</p>	<p>نکلا تھا پیر کو دھونڈنے کو مہر پیری نے جوش مارا کتا آنکھوں میں انشک بھر کے گوہر مجھے دیکھ تو نہ چھینا بچند ربا دل اس سر خندہ ہے عشق میں اس کا حال غم قسمت میں اس کے دشت گشتی وہ خاک فقادہ ہو سراہ پونچا جو وہ زبرد اس کوہ سرگشتہ جیتوے مخزون نے چشم وہ رشک چشم آہو پر مردہ خشک ہو گیا وہ بیٹھا بخمال دست غلین سوتن پڑے صورت کھن تھا بیاری غم سے زار ز بخور گد آہ سے شل بید تھا سے ہر آہ کو آہ سینہ چاکی آگاہ دے نہ محرم درد جو مرگ نہ آہ نہ کسی کی</p>

پایا سے سخت آرزو مند	دیکھا جو بد حال فرزند	نچو ابی شب ز درخسار	ہر روز گران بخوابش یار
ہے طبع کدھر خیال کیا ہے	کلے جان پر حال کیا ہے	بولادہ زلف غمگساری	گرا کھوٹ اپنے اشکساری
بیاری نہیں اپنی جان تھکے	نے آہ خوش دھیاں تھکے	نے ہوش کچھ اپنے تن کا	نے غم تجھے دوری وطن کا
جاتی رہی تجھ سے اُتر نشان	اتنا ہے تو کس پریشان	مقدمہ در نہیں تن کا تھوین	نے ہوش نہیں تن کا تھوین
وہشت ہے جو تھکے بام دور سے	کہہ کسے دیا نکال گھر سے	کیا جی پھنی جو سیکھ پورا	گھر بار سے قلعہ کو موڑا
جو ہو گیا صورت خیالی	کی غم نے تری خیرہ حالی	بریا دگی تری جوانی	یہ درد غم یہ ناتوانی
دکھی نہ سہلے یاد لیلیٰ	لے عاشق نامہ دلیلیٰ	جانا نہ جیچ پیر سے میرا	تج را ہوا یہ آہ تیرا
ہوئے نہ فرین نا صبور سی	یار بکلا سیر رنج دوری	تیرا زہوا یہ آشکارا	لیلیٰ لیلیٰ جو تو پکارا
لے صبح سے شام تک تیری راہ	دیکھے ہے وہ تشنہ واہ	ہے یاد تری ہی اسکو بھولا	مان کا تھے حال پر گراں
صورت کہیں نظر نہ آئی	مجنون کی مجھے خبر نہ آئی	بچیں ہو کر کیستی ہے وہ	روتی شب زہور تھی ہے وہ
میں کیا کہوں کو کیا ہو ہے	جس دُور سے تو جدا ہو ہے	خط بھی ستر لعل نے نہ کیا	گر کستی ہے تمام کر کھچا
منہ دھپے ہے اپنا دین بار	دیکھا نہیں جستا تیرا دیدار	غم رکھے ہے نہ تن کو	مطمان نہیں اپنا ہوں کو
خون و تی ہے شام و گرگاہ	کھینچے ہے جگر سے آہ پر آہ	ہے خواب خوش ترام اسکو	ہے شدت غم دام اسکو
سب گھر میں بغیر تیرے ویران	بے فرین گئے ہیں رائے لان	نے غم ہے ہمیں حال تھوین	لے گھر کا لے خیال تھوین
ہے تن پہری لباس ایک	ہے غم ہے اسے ہر اس ایک	بالوں سے جھاڑ دیتی پھرتی	ہے نام تری ہی لیتی پھرتی
ہے ہو کا مقام وہ مکان سب	سامان طرباں سب	کیا جانے وہ مہنجی کدھر ہے	طبع کی اُست نہ کچھ خبر ہے
نے شام نہ چاشت وہ آگاہ	ہے داغ بدل بھوت ماہ	غم اسکو تھی کتنی کاست	نہ کو نہ کھانے پینے کا ہے
تہائی میں گریستے سروکار	رکھتی ہے وہ دل فسرہ آرا	نے خادو سے کہیں رہے پاس	بیٹھی رہتی ہے وہ تری آس
نے فکر ہے مارو پد رکھی	پر تھکے نہ یاد اپنے گھر کی	ہر بات تر خیال میں ہے	ذرات تیسے ملاں میں ہے
بچانا پد رکھی نہ زہار	بچر باعث ضعف حالت ار	کی سو پد رکھاہ اُسد م	مجنون نے میں یہ عید غم
لیکن ہے صورت آشنا سرا	خود ست میں کدھر آشنا	ان آنے سے تھکے کام کیا	کسے لگال عجز بتلا

کرتا ہے جو گفتگو سے الفت	کچھ آتی ہے تجھ سے بولت	پولا چلے عزیز از جان	سین اپ تر اہون جھک چو جان
فرقت تری رہیں پھر کام	نے چین ہے دن رات آرام	مجنون کما مجھے خبر کیا	کتے تین پسیر کے پر کیا
خود نشا کیلے میں شے کچھ	یہاں کے سوا بھی اور ہے کچھ	الفت میں جواب ہی کو کچھ	کیا یا کسی کی اسکو ہوسے
گم ہو جو ہزار آرزو سے	مٹا ہے کسے وہ جستو سے	مجھا ہے وہ غرق عشق قوت	یہ فائدہ ہے نصیحت و پند
مخرج جو تیغ عشق کا ہو	یہ گرم پسند سے وہ کیا ہو	دیوانہ درد مند ہے یہ	کس اگر نگاہ پسند ہے یہ
جو محو خیال یار ہووے	وہ اور سے کہنے چار ہووے	آخر یہ کہا کہ لے دل نگار	ہے پسند سے میری گر تجھے عار
کرتا نہیں میں کچھ نصیحت	پوسیری بھی تھکو کچھ نصیحت	یہ لکے جو زار زار رویا	مجنون بے اختیار رویا
باؤنیہ پر رے کے گم کے کیا رہ	کی آہ و فغان کچھ بنو بار	سُن نا کہ دردناک مجنون	اکبار ہوا پر کا دل خون
یہ حال پسیر جو اُس نے پایا	یا نون سے اٹھانکے لگایا	منہ اپنا ملا رخ و چین سے	آنسو کے پاک ستین سے
لے لگا دست و پا کجوز	داسن سے عبا رُج کیا دو	سو گریے جو دکھا پسیر کو	دُعا بنار داسن سے اسکن کو
بھر سر پہ پھر کے دست شکست	مجنون کما بعد صاحت	لے راحت جان سے کجواہ	اس شے کو چھوڑ رکھی لی
تا چند یہ خلق سے کنار	تا چند یہ حرف بے مدار	تا چند یہ آؤنی سے جوشی	تا چند یہ جوشی سے محبت
تا چند یہ مان اپنی دی	مٹا تجھے اس سے ضروری	فرقت میں تم ہی وہ جان لے گیا	شفاق جمال روز و شب ہے
یہ سُنکے وہ رہ نور دہان	باسینہ جا کچھ پر خون	آغوش سے کر کے اکشت	کر نیا کا شور بھی بدست
آز رہ دُشمناک ہو کہ	کتنے لگا یوں ہے رے رو کہ	گھر جانے سے تھکو کام کیا ہے	دیرانہ کمال خوش قرار ہے
گو گھر میں چین کا سر انجام	آرام سے تیرا کو کیا کام	غم جی کے پسند ہو گیا ہے	سو نا سو گند ہو گیا ہے
تا دل نہ وصل و سکشا	دیرانہ لگے ہے شہر آباد	دیرانہ میں گر ہو غم زدانی	لے یاد دیا ر آشت خانی
دل جب ہے نزل غم عشق	رہتا ہو نہیں ملی غم عشق	دن رات غم سے خون جگر کیا	جون سے ہے ابرو نہاری
کھانا غم دوست معاف ہے	دل کھانے سے سیر ہو چکا ہے	پانی کی عطش نے جی کو مارا	ہے آب و چشم ہی گوارا
دان کمر غنیرہ پاک بھر	یان بالش سنگ خاک بھر	دان شغلہ تازہ ہر نفس ہے	یان صحبت و حشاش ہر ہے
دان پوشش آہن حریر و دیا	یان تن پہ خاک و سفیدیا	دان جوش حیا و شرمناکی	یان روز ملاطم ہلاکی

دان سر پہ جو دم غمیریں	یاں طلب کردہ دشت کو	وان خندق میں لنگھیں	یاں امن جو چھوٹا ہے
بکھریاں نہیں غیر عشق	ہیں خاک بے سرمایہ عشق	سُن بآپ یہ کشت کو	کے کنارے سے مجھ کو
پھریاں نہیں غیر عشق	وہ ترست نہیں کشت عشق	کب قصہ سن بے سبب کیا	لیاں نے تجھے طلب کیا ہے
تو جس کے غم سے خود دوتا	وہ بھی ہے بشیر بے بیاب	یہ نکلے وہ جنگلے لیلیٰ	پوسند ہوا برائے لیلیٰ
فریاد و فغان و آہ کرتا	جاتا تھا قدم خوشی دھرتا	پر طاقت اسہوی جو کھتی	لغزش پاؤں کی ہر قدم تھی
مستی میں غریب عشق تھا	جاتا تھا جلا قدم اٹھلے	از بہر تپری شامل	ہوا تھا کبھی بگرے نائل
کستا تھا پردہ کا خوش ہو	لیلیٰ نے کیا ہے یاد تھک	یا اسکے ہی دل کچھ تپن کی	یا حیدرہ عشق نے کشت کی
یا ہر سر جم چرخ آیا	مرا تھجے جان کر بلایا	لیکن میں حضور یا رجا	کیونکر دیکھیں گا آنکھ اٹھا کر
گرایا میں بچار ہونگا	حیران ہوں بات کیا کہونگا	گر سر ہو آتش جبرانی	اب شعلے کو خس کی تابانی
وہ غلام حسن و بدین شباب	آتش پہ چھہرے کے بیاب	شاید ہے نصیب وری	جو یا رکا جی ہے دلیری پر
دُعا پڑھتا کہ برہنہ کیونکر	کھو گیا دیوانہ کیونکر	سو سر دیکھ میرے عریان	خاطر نہ ہوا کی پریشان
ہے اوج فلک پہ جانا خود	کیا زور کہے ہو خود رشید	میں خاک نشین و مہر فلک	لیا رکش خود ہو زور خاک
پر گرد و ترن اسے نظر آئے	جی میں نہ غما اپنے بھارے	حالت جو سیری دیکھو پاؤ	اسکو نہ کہیں چھوٹا ہے
کرتا یہی کہ بخت مانگے	جاتا تھا پردے کے آگے	ہوا کھلی رام بالقدری	وہست کہیں کہے تھا دوری
آہو کی ہر صفت سر پیدا	ڈرتا کبھی اپنے سایہ ستا	لیلیٰ کی طلب کبھی بھلا کر	بھولت تھا حاصل سائیہ بھلا کر
تھا تنگ جنوں کا رہنا	سہرا گم پہ اسکو تھا چلنا	وہ پیر زمانہ دیدہ دہر	بہلا کے لے آیا جانب شہر
زبان اک غیر باخود تھا	حاجت اگر جملہ نیک بد تھا	میں کیا کہوں تھا غرض وہ تھا	روشن ان عارف حق تپش
وہ واقعت در لذت غم	تھا شیوہ عاشقی سے محرم	وہ چارہ کار بڑا اران	حاجات وہ امید داران
تھا شیوہ عاشقی سے آگاہ	رکھتا تھا منتظر دلیں آگاہ	خو کر وہ لذت غم دور	پر وہ حسرت دم سرد
جام بے عاشقی سے غمور	پہلو میں بربک شیخ زور	وہ کامل فرغ عشق لیلیٰ	جون شمع تھا صدف تار لیلیٰ
تھا عشق اسکو کچھ حاصل	تھا چارہ عاشقان پائے	اس پر شبنم مجنون	انکا چھچھم پنخون

لے ہادی عاشقان بیدل	لے صبر وہ پر اضطاران	لے رہبر گمراہان منزل	لے چارہ گرو سید واران
لے راست بان بنی کوٹا	دانا لئی سے کبکجا چکے	فرزند کا حیرت عجیب حال	دلوانہ عشق ہو گیا ہے
سوچے لے نے بندھنے	ہر دم اسے خوب آد بھرا	رہنمے دھرم خود دست	چھوڑا نہیں اس گمراہ کو
ہر آن وہ بقراری شنگ	مکڑے کیا جاسے کو جو پنا	سوچا ہے کہ ہے پیر و نیک	جہاں ہے لے بہتر رہنا
کچھ ایسا ہو جو غم پر سیر	آکھین دلی کی شکاک پار	چندے ہے گھڑی رسید	ہر خطہ کے ہے پیر و نیک
وہ پیر زمانہ دیدہ نگار	مقصود ہے ہی کہ وہ نہ	کئے لگالے پیر گفتوار	اور حیرت نہ ازارا ہو
آکھو نیک اسکی صلیکے یار	اٹھک نہ متصل بہاؤ	لے سر شنگاک کئے دلدار	اس دُور سے کشاکش چاک
پھر شہ گردن سنگ یاد	جو پاس اس کے یہ گریبان	کچھ دیر جیسا عاشق زار	پھر چاک کے نہ جیہان
یہ سنے وہ چارہ دے فرزند	لا خاک وہ یاد دل طیبہ	دل سے ہو اکال خرمند	کھینچی بدو چشم نوندیدہ
نکدے گھوڑے و نکی گلم	جیسا ٹپم ہوئی ناک کی گول	حیران ہی بنگاہ مردم	پھر شہ کیا زہ گریبان
تب جیسے اسے ہاتھ پکچا	ناخن لیکے وہ لہناک	اُتار کو اسے پھر پیچا	سینے کو کرے تھا ہر چوڑی
دُوب گریہ کا جہا نظر آیا	دشت جو وہ در زاک کرتا	شغف نال اطمح بہایا	دامن تاجیب چاک کرتا
نہ سنی پر سے کچھ ہو اسود	وہ پیر ترین بکا فرزند	مقی و سیم اسکی دشت افرو	کڑھنے لگا فکر غم میں چند
موتوں کو بعد نہ تر شفقت	لیکن وہ مشوش غم یاد	نرنا وہ شکستہ دل شجیت	منا سخن پر نہ نہاد
ہاں جگہ آہ بھر کے	پر گمراہ من نظر ناری	کستا لیلی کو یاد کر کے	افسوس زمین خیر ناری
پیشانی تیرے غم سے بقا	سر شہ عمر کو چاک ہون	اک پل نہیں وہ دل سے توانا	اور جہاں ہاتھ دھو چک ہون
کجی کو ہزار در غم ہے	مرا ہون تہا وہ سیم	کر لطف کتا یہ صبر کرم ہے	ہوتا ہون ہاں در غم ہے
ہاں حال بہت نیک میرا	مجنون کی تیرے حاکم	کر ہاتھ سے لپٹا خون میرا	ناچار پر غم خونبار
پکڑے بامید دست فرزند	مجنون کمال دال لنگا	آیا سو کعبہ آرزو مند	ہے خانہ کعبہ کی یہ بوار
یہ جلے امید انص و جان	اس در کے شہ و گدا نہیں	یاں سر پہ سجود جان	یاں پاؤں عقل فہ مجنون
ہر اک مرض کی یان شفا ہے	مقی ہے یہیں مراد ہر دل	ہر دروخی آجکے دوا ہے	یاں مقصد وہ جان بیکار

یان بکاحول دعا ہے	حاجت گزین بدیہ چاہے	ہے وقت بچہ رکھنے سڑش	کر تو بھی دعا یہ لے لے کر
اکاے خالق و چارہ ساز عالم	میں خستہ درود محنت غم	یار بے قصد و خدائی	پاؤں غم عشق سے رہائی
منسوب کو یہ دعا سے جھکو	آندہ کر اس بات جھکو	پس عشق سے میں ہاؤں	اس کی چہرہ کی پھر نہ راہ پاؤں
دور لکھوں کسی میرے نشہ ہو	مہیار سی عقل آشنا ہو	مجنون پند پر کو کر گوش	نقا بارہ عشق سے جو مدوش
اکبار ٹھکے دست خواہش	مناجات نمودن مجنون در کعبہ		پیش در کعبہ کی گدازش
یار بے میرہ درام الفت	جان باخستہ ہون کام الفت	دل سے سرکش عشق کم ہون	میں ہی نہوں گریہ غم ہون
یجانہ حسن فرین ہے میرا	پر وائے حسن تن ہے میرا	قوت اسی کی مجھ میں جی	بے عشق کی کچھ بھی نہ کی
تر اس زبان بصد عشق ہے	دراغ غم عشق ہر وقت ہے	نہ فضل سے اپنے تو مراد	رکھ محنت عاشقی پہ مائل
رکھ نہ غم سے جھکو غمور	بے لکے ہیں آنکھیں شمع ہے	مائل محنت پہ مارجی کھ	نت جھکو خراب عاشقی رکھ
دور رخ ہے سینہ سو غم سے	نت دیکھوں عذاب ز غم سے	یار مجھے آگے ہر گھڑی یا	کتے ہیں کہ عشق سے گرا کر
میں عشق سے کیوں کر نہ کوں	اس شے جان کیوں کر ہو	بیفا لہ انکو غم ہے میرا	والبتہ عشق دم ہے میرا
کرتے ہیں بھی یہ جھبے مذکور	ایلی کا خیال بھی کر دور	یار بے درد کوئے تو سہارا	اس بھی زیادہ خواہش
اس حلقہ زلفت پیش نما کر	اس طرح کا عیشہ مبتلا کر	وہ آنکھیں مری نگاہ میں	دل کی رنج کی چاہ میں کھ
اس بیکار دیاں کینین	اس تن پہ نہار جان کینین	الفت ہے اسکی تابہرودن	قمری کی شاطلی کو ردن
بے بارہ عشق یا ر خوریز	بیانہ عمر ہونہ لبریز	میں عشق میں گچہ رہا ہوں	جی یار کے نذر کر رہا ہوں
خطرہ ہے دل جھکو ہر دم	ایلی کو نہو کمین مرا غم	دلیر مے جو رہو جفا ہو	جی اُسکا دل نہ لگ جفا ہو
غم جھکو یہ بحر خون پوئے	پر وہ کھٹ پاتو تر نہ ہو	ہو چشم سے میل گریہ جاری	ہو اسکے نہ دل کو بقراری
کاپے نہ ہولت وہ سن بر	لے عشق جو کچھ کہہ ہو مجھ پر	ہے جھکو قبول اپنا مرنا	پر دور ہے اس شکوہ کرنا
گر غم سے زاریاں ساہون	اک سو کسر اسکا کم نہ چاہون	مجنون کی سنی یہ حکمت تیر	باپ کا ہوا کمال دلگیر
باتوں سے پسر ہو مایوس	لٹے لگا ہاتھ با صدفوس	پھر پولا کہ لے تم رسیدہ	لے محبت عاشقی کشیدہ
سمجھا تھا میں تو دعا کر گیا	اس غم کی گرہ کو مار گیا	سو تو نے تو عشق کی شاکلی	اور واسطے اپنے بد دعا کی

اس کلام کو آخرش نہ چھوڑا	لیلیٰ کی طلب سے منہ نہ موڑا	یہ لیکے پدھر گھر اس کو لایا	اور رورو کے اٹھ سٹایا
لیلیٰ کی پسینہ اب اس کے	جی اپنا نہ تے ترسے جس کے	ہے ہم و نشان ہر اچھی سے	خیتا ہو تین تین سہی زندگی
دستک یہ میری آرزو تھی	یوں درگاہ حق میں گفتگو تھی	کاسے بار خدا عطا ہو فرزند	جیہ شیشے لاک بالی پسند
نے ہم ہی رہا نہ جام باقی	رہتا ہے پیر سے نام باقی	کچھ اقبال وقت و نگیری	ہو گا تو مرا خدا سے پیری
صلت میں کرونگار سب	ہو دیکھا تو جانفین مراد	انوس سے روٹنی اجال	قادر چار شاخ و دریاں
سو عشق نے مجھے جھکوا کھویا	رکھتا ہی پس نہ تھا میں گنج	مجنون یہ پند کی باتیں سگر	لکھنے لگا یوں بدیدہ گز
میں غمزدہ لے پدھر کر دیا	از خود دین سے عشق ہوں کیا	روانی عشق کیسے منطوق	پہ کیا کر دیاں سے ہو نوج
شیوہ عشق جان طلب ہے	دشمن کوئی اپنے جی کا ہے	کسہ تو ہی بد کسی کو اپنا	کون جانی ہے در غم میں کیا
گر یاد نہ ہو کیا یہ میرا	دل پر نہیں اختیار میرا	کرتا ہے جو جھکوا تو نصیحت	ہے بر سر و شہم اسلحہ منت
بہتر ہے پر اتلے غمزدہ	آچھو جھکوا نہ کہ نصیحت پسند	دل سے مری جو جھکوا تو	در پہ سے کام کے نہ ہو تو
دلبر مرے یہ جو کہ غم ہے	سر کے کا نہ جھکا کے غم	مرے پک غم سے نہیں کہ	چھاتی پہ اب پی سنگ کا
روئے پہ مرے چشم غم کو	میں لائق غم ہوں تو غم کو	حالات پہ مری نہ کہ کھا	مجھ کو کسے غم سے ہاتھ اٹھا تو
ہر دم ہے ابل سے کار مجھو	صیغوں میں نگرنا رہ جھکوا	جا آئیں مجھ سے غم کا آزار	تو جان کہ مر چکا یہ بیا
اب نفع دگر ہے حال میرا	زہنار نہ کہ خیال میرا	جائے نہ کہ غم سے نہ گنج	اُس پہ مردن کو غمزدہ
کرتا تھا پدے وہ یہ گفت	جو ہو گئے اسکے زرد زار	پے فشر و ب طبیعت قصہ	چھپنے لگی اسکے ہاتھ کی قصہ
خون گرم بہا جو آئین ہے	پچھیدہ اٹھا دھواں آئین ہے	دیکھا جو پدے نہ خون فرزند	سب بھول گیا نصیحت پسند
اٹھا جو پیر مغرب ہے	مجنون کئے لگا پدھر کو	غم کھانہ پدھر کہ غم نہیں کچھ	راحت سے نہ غم نہیں کچھ
یو جہ نہیں یہ خون بہا	فشر رگ یا پر لگا ہے	دان نیش لگا بدست خوب	میری لگا ہے پیتھ لگا
نہ ہر دین جدا جہد دین	باطن میں اہم ایک دھون تھیں	و آجے رگ سے یار دین	یان سے اہم سے رگ سے زور
نہا زیت جدا میں اس لگا	وہ مروج ہے اور میں ہوں	یہ کہتے ہی لیکے نام لیلے	دور راہ ہو مقام لیلے
اچھو نہ پدھر	کرتا تھا فغان آہ مجنون	نہ شب سے خواہ تھا اہ	نہ دن کو فغان آہ غم سے

بیمقرا شدن لیلی از مفارقت مجنون در فتن براس سیر باغ

گویند حال قصه مجنون	یون لکھتے ہیں صبر و تحمل	یعنی طرح اسکو غم تھا	اور نیش سے قصہ کے اطمینان
لیلی بھی بکے یا مرغزار	مضطر تھی مثال بگڑنا	دنرات میان جمع خوشیاں	بہتی تھی اور اس در پزیرنا
الف نے کیا تھا دلیں گھر	تھی جس خرابی اسکے خلی	غم سے جو زیادہ تنگ تھی	چھپ چھپ کے وہ ناز و دلی
بے یا رجدھر نگاہ کرتی	بیاختہ دل سے آہ کرتی	نکستے بڑھاپہ غم کا آثار	ہر اک کما کہ ہو نہیں سکا
دیکھی جو چہ زود کی شدت	لکھنے لگی ہے مجھے حرارت	بیاری کا گر بہا اک بار	کرنے لگی فاش نالہ و زار
کھینچے دم آتشیں جگمگ	پیمان ہوئی مار بپر	اک گوشہ میں گھر کے ہائی	بستر پر گری بہ شکل سیار
ہر شب کو وہ دردمند فرقت	کرتی تھی دواغ خواب	سزا تو یہ بکھکے روئی تھی	جو ناز خود آب تھی رہتی
اشک ٹھہرتا اس قدر بہانی	جو خواب اس کی دوجاتی	گر پوچھا کوئی اس آہ	تو کس لئے ہے یہ تیز بستر
کتنی تھی یہ تاکہ ہو شب بابت	آیا تھا مجھے عرق بہت آ	دیکھو آپ کو اپنے پاس	دیکھو کبھی روتی گمردہ بخود
لوگوں کو بلا کے یہ سناتی	مرگسا پی ہے ٹھیکو یا دلی	سوہم ہے اپنی زندگانی	یعنی ہے چنان سہرا فانی
مانند حجاب ہم میں کیا ہے	کیا جیتے اکدم میں کیا ہے	یون کہتے تو میں میں ہم	پر خود کرد تو کچھ نہیں ہم
کیا کیا ہے جا کوئی مطلب	لیکن ہم مرگتی ہے سب	چھوڑا پنا یہ لطف نہ بھانا	سب جانے میں پناہ میں نہ
نیلے تلمچاے حسرت	کچھ امین نہیں جا کھرتا	یہ کہنے بدزد و دسی یار	روشنی نازدار اکبار
جس بات وہ دردمند بیتا	رہتی خیال یا بخراب	اکل سے ہونے لگی تھی	جی میں معشوق دوست بھوتی
لوگوں کی کسی تھی بہر ہوس	نوجوہ خیر کہ نہیں ہے درو	کچھ حالت یار دلی کی یاد	کرتی کسی شب اگر وہ فریاد
کتنی غیر خاموشی کا یار	مغور بنے مجھے سے نیش مار	ہر شب یہ بہانہ کرتی تھی	روز آفت تازہ جی بہتی
بیتابی دل زیادہ تھی	بہر مرتبہ حالت دگر تھی	یون ہی اسے شام در کھو	بنا غم دوست اسکو گھیرے
رکتا قطن اسکے دل کو ہم	جز آہ وے نہ مارتی ہم	در پیش خیال صورت یار	در پردہ اسی سے بخت نکلا
چڑھ کر کبھی بام پر وہ شیدا	کرتی تھی نگاہ سوئے صفا	کتنی ناز دہاں پستی	جون سید ہکا کا بہتی تھی
دیکھا جو نہ اپنے پاس کی	مٹھو دھان کے نازدار دلی	پھر آگھوڑے اپنے اشک پاک	انہی کو ٹھٹھے سے لکھنا

کتاب کوئی کہ حال کیا ہو	کسی خفقان مجھے ہوا ہے	کتاب کوئی یہ مہربانی	تعلقی ہے اسطرح جوانی
ترجہی اسکی طوط نظر کر	ہنسی آنکھوں میں شکر کر	کتاب کوئی ذکر محزون	رجحانی ہے غم کر کے پر خون
ظاہر ہے بات نہ تھا و عیا	ہستے تھے لگے سپر کان	کچھ فکر نہ جز فکر محزون	خاموش تھے ذکر محزون
ہم سن گئی لڑکیاں پرورد	کچھ کھیلے تیں جو اسکے آگ	ایلی اسپین کی یاد کدلم	محزون محزون کہیں تو باہم
یو جو یک نفس صبر نام	چیتے وہ ہزار ست بارام	کے نگین سننے ہی بیکار	محزون محزون بھی بہ تکرار
ایلی بھی اسی بیٹے ہر بار	لینے لگی نام عاشق زار	پرسا تھ ہی آہ کے چوڑے	بے گئے اشک چشم تر سے
تھاب پہ یہ عیش کو دلدار	آجانا تھا کف ہن پر بار	گہکتی تھی یونہی غم پر خون	کس اکون ہے درد محزون
ہم ہے کوئی نہ بغض ہے	اک شعلہ محبت خار و شش ہے	بے جی کو ہے بے نیل غش	تھا پردہ ضبط سو گیا لھل
ہے کوئی میری حالت زار	جا کر کے پیش دست ظلم	جی ہی پہ مری تو آہی	کیا جانے اسپہ کیا بی ہے
جوں تون کئے ہی یا تو درت	کیا جانے اسکی کیا ہے ادقا	بن سکے ذرا نہیں مجھ چین	کیا بے مرے وہ نہو گاہ چین
یار ہو نہیں تو اسکے غم سے	جی دیو کیا وہ مکے الم سے	لے عشق یہ درد جزو بند	سرگشتہ ہے وہ اور میں بند
ایک لپٹے نہیں جاوے	عاشق کے مجھے ملاوے	تقسیر دل کی ہے غمراں	ہیارہ صالح کرشت تابلی
یا جو کا دل سے غم نکلاوے	یا آہ کے ساتھ دم نکلاوے	ایک کدھ ساسیہ درد جزو بند	بے دوست خانہ مجھ پرندان
کون عروں کدھ کدھ جیتے جی	مرے یہ غلام قبر موجوں	ہیں ایک شیش کے سب آوار	جی دھکا ہے اب یہ ایک بوار
ہر کدھ دکر دن جو دل ہے	چھاتی یہ ہر ایک غم و دل	نقش حسین بام ہرور	پر چین ساسیہ آہ گل
عرب ہر اک آہی غم و دل	مخول ہے لکھتے کاسیر	اس کدھ غم سے کس طرح دان	واحد نہیں دل کو جھوٹا دان
تو کدھ روز لیلے زار	بے یار ہوئی جو غم سے زار	کے نگین کی یاد وہ دہرے	تابخ کہہ تو جاؤں گھر سے
کدھ ہر اک آہی غم و دل	ہر اک غم خان غم و دل	یہ عیش بہا فضل گل ہے	مرفان جن شیش رو غم ہے
کدھ جن کدھ جو کدھ بیکار	ہے اسکا علی سہ رنگار	کے ہیں غم سے دغ بود	چون لالہ مقیم بلخ بود
کدھ جن کدھ جو کدھ بیکار	صد بگ کا وہ کہے کدھ زار	بود لید جی خا خا غم سے	ہویش سبدل بود غم سے
کدھ جن کدھ جو کدھ بیکار	خا خا بود کدھ اسی جانے	کدھ جن کدھ جو کدھ بیکار	کدھ جن کدھ جو کدھ بیکار

کلاشت کی کسکو آ رہی ہے	چچا اور ہی دل کو چھو رہا	ہوں لعنت زنی سے کب تک	دل ہے اکثر نہ پارہ سنگ
کب تک تم زبان ہوین	طاقت نہیں یہ کہ چھوین	کب تک کن تین وزاری	کیا پائی قرار بقراری
دل غم سے کمال ہو رہا	خالی کروں اسکو تو بجا ہے	سو جاتی ہوں باغ افسانے	حالت مری الونی نہ جانے
یہ کیک پریشی شو گئے ہمراہ	محل میں ہوئی سوار وہ ماہ	تھا شعلہ حسن اس چمک تین	جو ماہ عماری فلک میں
یوں جسے تھا کجا و جور	قدیل فلک کے چون کا زور	ہمراہ سب کے عمار تین	سرگرم نظارہ خوش نوشین
لیلی دھڑمھڑاپے دین	اس حلقہ غم میں گم شون	پڑھ رہے دل بچان شاد	مانند حسن بان بہ فریاد
سب سے اسکا جی تھی تھا	میں کوئی خیال ہی نہ تھا	ما باغ سوار کی جیکہ آئی	کی باد صبا نے رہنمائی
سب ہمراہ لیلی دل افکار	محل سے اور کے اکبار	آئین در بار بچ طرح	ہو آمد گل چین میں جس طرح
نکست بھی چہرے باہر آئی	گلدستہ شوق نذر لائی	اطراف چین کا دیکھ انداز	یوں کلکتے تھے ہوا سخن ساز
داستان تعریف باغ و سر نو درون لیلی			
کلاشت میں باغ ساری	ہر سمت کو نہر آب جاری	ہر شاخ میں کو لیں بھری	سیرابی سے کیا بیان ہری
ملا دیکھ غنچہ شاد مین	سرسبز برکت الیٰں نوخیز	ہر شاخ نہال نویدیدہ	ہر سرو جوان سر کشیدہ
میں دیکھ چہرے میں ہنس	ہے دور حصار بست	شبنم رنگ گل پہ لکھ دیاں	پرخندہ گل دنگوہ خندان
ہر گل سے عرق چمک رہا	خوشبو سے چین دیکت رہا	ہر شاخ تھکی ہے بارگاہ	رنگیں سچیں بہار گل سے
یہ دور گلی کے ہے سو کا	کچھ ہوش بند چاہ جو کا	گل توں میں ساں گلشن	چون نہر کنول کے تھنے روشن
بے عجب گل ہر اک گلباری	ہر شاخ نہال ہے شرابی	ساقی مصروف جام مل ہے	بلبل مدح فصل گل ہے
مستان بہار باغ بیاک	مے پیتے ہیں یہ سایہ تاک	کہتے ہیں ہر کے دستا قی	لاشیٹے میں ہو جو کچھ کہ باقی
ہر حرمش فصل دیکھ	توبہ کو گردن کے سے رکھ	سہو شہ عشق سرو گلشن	قری کا ہوا ہے طوق گردن
ہر رخ چین چین کے ہے	ہر زلفہ غور نہ بھر ہے	آئینہ جوید با صد انداز	چھکاتے ہے طوطی خوش آواز
سے تو کون ہر اک خیال	بے چشم نظارہ ہر حسین	نرنگین سرنگوں طرح	پر شرم ہند چشم با جس طرح
نار کا میں اپنا زانہ تھا	نرسو کی میں اپنی رہتا	ادوی کہیں ہر کس کہ	خوشبو ہوئی با حسن میں کس

فرزند باد سگلی کیوں پناہ نہ ہوئے	لب لبک میں شاخ گل چلے	کوئی تحفہ بغیر بار نہ دیکھا	بھولا اکسین کو کسار دیکھا
نزار بیکاری میں تہائی ست بردوش	جس طرح دوستان ہم آتش	آپس میں بال ہے ہر	انگین کسین چول کسین
کی کوئی سبب کے کامیں میں بھلا	بابونہ کا ماشہ دیا ہے	خوش آمد جو بل میں ہے	سوسن کی زبان ماضی ہے
ی فلک میں اور شمس نخل ہر سو	ہو جس سے داغ باغ خوش	سیا دکائے خزان کا کلکا	نے مرغ کو یاغیان کا کلکا
وہ خوش کوین بیچ جو خوار تھا خزان کا	اک ببول ہوا دگلستان کا	چلے پھرے میں آئی عالم	کرتے تھے قدم کو نقش پاگم
بان بہ فریادہ بیان لالہ رخسار	یلی وہ خزان دیدہ یار	آہستہ قصا آہ دھرتی	جاتی تھی ریش پیر کرتی
نے رہائی لگ کر خزان سیدہ	رنگ گل حسن تھا پریدہ	پر بیچ تھے بال شک سبل	سومج ہوا سب گئے گل
دین میں میں نہیں ہے زور ناتوانی	لت زلفت کرتی تھی گرانی	آنگین تھیں رنگ پر طبع	گرس گئے ہے اس طرح
نخل نعلین ہاتھ جو وہ سرو کے مقابل	سواب ہے مثال سرو گل	دیکھا جو ٹھہرے آب جو کو	پایا گل زرد رنگ در کو
بار بار غیب کی کوئی سیر لالہ و گل	کوئی دیکھے تھی بیچ زلفت بل	یلی جو زلفت بیچ در بیچ	کچھ تھی اپنی زندگی بیچ
کیا کیار ان ہوائی کوئی سیر چادر آب	دھوئی کوئی باون بر سرک	سیرانی سبزہ کی نظر کر	یلی رہ جاتی چشم تر کر
ان سرکشہ بازی کوئی روش پر کرتی	لب لبک کی کوئی صدا پر مرقی	یلی دیکھے تھی ہر کے گریان	صد بارہ دل بہت مرگان
رنگ و فضا کی تابش خورشید نہ چھپا	بھرتی نعلوں کے سائے سائے	تھک کر میں باغ میں غزون	بچے تھی تو زیر میدانہ میزون
ان ہوا گل سے غمچہ ہوا س کے آئے	ہر رنگ کے ببول بھل کھا	سوا کو خیال باغ کب تھا	بو کرتی جو وہ داغ کب تھا
نخل کے گئے تھے رقص سیکہ اپنے جی سے	بہلا بھی زبان نہ جی سے	جس نخل کے سیارے ہوئے کلی	جی ایسا دھکا کر دے کلی
خض بل سدا جو خیال یار دین	کھٹکا وہین غم کا خار دین	آخر کوئی ادھر کو ناگاہ	تھی سمت جہاں غلی سروہ
ہو جو کوئی کچھ نہ اٹھا ڈھانکا بل	تھا آگنی سنے وہ دل نگار	بھرتی ہوئی یہ سیکہ نام جہان	لے راہ نور کو وہ دامون
اب لائق کوئے باغ و بہار زندگانی	اس سے کون غم نہ مانی	لے مال کوہ و دروخت	لے رہتہ کر شستہ نعت
ہوئی توئی انھار سے تیا کہ مرے	سیری بھی کچھ تھے خیرے	کس درد کا جلا سے جلا	تھوڑے ترا حال کیلے ہے تھلا
شمس اور جس سے تیا کہ تیرا	کس جا ہے ہوا دہشت	کس شمس میں مقدار شہر	کیا یا عمری تھے آئی جہاں
یا میں میں کچھ چاہے لیکے اچھ میں ہم	گھٹت میں کروں کس ساتھ	لے رہے مرا حال تھوڑے	کیوں کہ کوں اپنے حال تھوڑے

کیا جیلے پڑے تو کدھر لو کچھ شرعہ طہیزا دیوں تا چند تیرے لئے مردن ہیں تو ازل سیرستان ہے تو سرو کی قدسی سپہ شاد تو سیزہ پر کر رہا ہے رقاد یعنی ہوں تیرے لئے منظر یاں بات نہیں کسی کی جان غم سے تھے ایسا شاد ہوں افسوس مخ پوئی ہی طوط یتیمی دل سے جان بول فرقت لے کر فتنہ جی پر عاشق کے سے جو شر ہو دیکھا جو کسی جیکہ سے رنگ جون ابر تر اشکر ہو کر ہر گام پہ آہ سرو جرتی بچپن اسکا صبر جی بے غم سے ترا تو حال بیدار سچ سچ کے تباہ حال تیرا آرام سے عشق کو تو ہے ہر رشتہ تو ہی عمر کا شمع ہو	بھونکے تیری زہر کو پڑھنے لکھنے کا تھا یہ نمونہ کس دور سے زندگی کو تو ہیں یاں موسم عمر و خزان ہے یاں سرو سے بے بلند قرار یاں بار ہے دل فشرخار دن مجھ پر کئے بے روز مشر صحبت تھی کس کی ہے خوش آتی مجھ سے تین بچی یاد ہوں وہ در در فراق سے نکت ہو ناچار ہوں گراں حلقہ دم ہے سوڑھ ہے رواد و تھی بیلی لگی روئے ہر دم سرد یعنی یہ یہ ہر وقت لنگ بیلی ہی چلی سوار ہو کر جی میں ہی اپنی تین کرتی کہہ کر دن اسکی یہ قالی رہتا ہے تیری جان بول ہے آٹھ پیر خیال تیرا پر چاہے تیری جاگتی خبر اکدم میں تھے ہزارم ہو	کرتی تھی وہ گفتگو کہ ناگاہ لے دست نخواستہ اپنا لنگ تو سیر بہار باغ میں ہے تو نحو صفائے آج ہے تو آپ والے مقدم ہے تو تاک کے سایہ میں بھڑکے ہر شب ہوں بنا لہ روتا حاموشی ہی مجھ کو چور ہے دل میرا تو خاص تیرا گھر ہے اقتادہ ہو نہیں پایا سیری جانان الی سرور ہو نہیں ہرگز نہیں تیرے دوری بل کھایا سہرا کیشل تن حالت ہوئی جو اسکی نگاہ آہستہ بیا جوتا رہا ہی گھبر کے پکاری پاگھر پھر پورا خطاب کو بول دو زبان کے عشق کے تم نے غم جو تھی تا وقت پر ہے دل تیری طرف ہی لگتا تو خوش ہے سیرہ چاک بول	جاتا تھا پہلا کوئی سر راہ بیمار کو دار سے خفا دے یاں تازگی دیکھے داغیں یاں آئینہ اپنے رویہ کو یاں انگوٹھیں جی جابم ہے یاں ریش کا دن بھی مل گیا تو کہو کہ ہے نیند بھر کے تو کس تجھے گفتگو رہی ہے کیا جیلے جی ترا کدھر ہے کر میری شتاب دستگیری ایک نہ بحال مردہ ہو نہیں کرتی ہے ہلاکت صوری دل ہو گیا خون ہر اک تن غلطین پیچھے تھری کی ادا مانند شمع صبح کا ہی ہے حالت و حلقہ افسوس قلے اس عشق کے سزاوار مارا مجھے ہے تیرے غم نے وہ عادت سیری جان پر ہر وقت میری ہی رہتا جیتا تو ہے ہلاکت ہو نہیں
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مطلوب ہے تیری زندگی	گم ہون اور جہان غائب	وان جیسا کہ تیرا دل چاہے	یان یاد تیری ہی ہر آن
دور سے مری تو غمین ہو	نزدیک بل ہے گو کہین چ		
معاودت نمودن لیلی از باغ و فریفتہ شدن بخت بن سلام و فرستادن قاصد			
القصد بیان اس بیان کو	تحریر کے ہے یون غن کو	یعنی کہ قاصد نصیب لیلی	حق کی چونکہ ان مان نہیں
محل میں بغیر بار بزم نام	حق جیسے اسیر تازہ دردم	عکس کے جو رخ کا زہر تھا	رکھ شریا ماہ چہ درو تھا
ناگاہ کوئی جوان رحمتا	اس راہ سے تھا سوا بیجا	ایمان غریبے شایہ قدور	بخت بن سلام بے بیش را
کہتے ہی نگاہ سو سے لیلی	وہ ہو گیا عور سے لیلی	اس کشتہ عشق پر نظر کر	چپ ہو گیا تقدیر پر ہر کر
لیلی سے جو وہ دو چار گذرا	اک تیرے سارے پار گذرا	معتوق کا لب جو رخ نہ پایا	اس وقت کچھ سکون نہ آیا
اودھ گئی گھر کو لیلی نادر	منظر رہا بیان یہ تو گشتار	خواہش نے دیا نہ کوا آرام	بخت ہو تھا خیال جو غم
کی دل نے نہ لیکو قیاری	مٹری تو زبرد خواستگاری	گھنا مس عروس کے پر کو	رخصت کیا ایک نامہ پر کو
گھمانہ کہ وہ اسیر الفت	ہے کشتہ زخم تیر الفت	دل رکھتی تھی نیک وہ محروان	کونجی تھی پہلے ندر مجنون
آنے سے پیامبر کے ناگاہ	لیلی کا پردہ ہوا جو آگاہ	سُن سن کے سخن پیامبر کے	تغزیر کیا مصلحت کر کے
خواہش یہ قبول نہ بجا	پر وقتہ کچھ ایک بیان پر	پیغام پر اسکی سن نہ بانی	رخصت ہو چلا بشار دانی
کے کرک رہ دیا مقصد	پوچھا جو وہ خواستگار مقصد	آکر یہ کہا کہ گرا نقد	کچھ وقتہ طلب کیا صاحب صدر
حق پر بزرگ لیلی	تو دین کی اس کے ہے تنہا	غالب کہ بھٹ بوسرا تھا	دو چار مہینے بعد یہ کام
خوش ہے اور اور ورتا	درکار ہے نہ ہر جلدی کیا	لیلی کے سنا جو حوت پرورد	ظاہر تھی گو کہ کی زبان بند
نکین وہ بلا کشیدہ غم	کھانے لگی کو خوشی میں ہر دم	غم تو دور ایزا لگا دھانے	یہ طاقی طاقت آڑا نے
خوش آنے لگا سکون ہر کو	آیا نظر اور عالم اس کو	جانی رہی سنا باس تھا	جن سے کہے کہ کی ہی تھا
سراں کے ساتھ قدام سرور	رخسارہ سرخ ہو گیا زور	ہو نہ تو نہ کوئی ہی جوا کی	نا تم کی ہوئی تھی وہ نکالی
سراں میں رہ گیا تھا	کہہ چہرہ کارنگ ہو گیا تھا	کہ گئی تھی سکھانے کا	پیراں میں سر تھا بھی ہوا
نکش شہ کے متصل تھے	کہہ لکھو نہ پارہ ہا کول تھے	تالش سے چرخ سے ہی تھی	کشتہ چرخ سے چلے کو بردی تھی

کھوئی گلے پہ نیک خنجر	وصلت کی شایہ لڑک کر	گروں میں توں ہم اللہ	کیا ہے یہ فتنہ ریاہ
سائے سے بچے خدا کے دور	اُس ہاں اگر ہو فتنہ و دور	میں عقیدت میں برائی کی	یا غیرت مجھ کو آشنائی
بہ صحبت شیان صحرا	دلدادہ دور و دست شیدا	بیجا وہ جو دیدہ عشق	بہنوٹ ہم اسد عشق
بے خبر غم دوست ہم اسکا	بے کوئی شفیق و مہم اسکا	سرگشتہ دست عشق پر خار	بے سون بے رقیب آریار
ہر روز ہزار سال پہر	گدازت تھامے بھرنے دلبر	ایکے ہوا جون پر گاہ	یوں ہو چھے تھا اکو صد گاہ
تھا خاک پہ جیسے گویاں	تھکے کیسے خود کو خاک کا	گھٹا کھیں شر عشق پرورد	ہر بارہ سنگ پر بندورد
سرگشتہ درد امین بخند	دار فتنہ عشق از سر وجد	کہ شکر گزار تھی بچوں	گا ہے گندہ نہ جو گردن
کہ اس کی غمہ عذرا بوی	کہ غلوہ بھر کم نگاہی	سولت نہ بکریاں ملی	بیار غم وصال ایسا
تجدید کی آواز زندگی شان	کشتا کے شمع بزم شناق	پر دانت کی تلخ آرد بھر کر	کہ ہر قدم خیال گر کر
شب شمع صفت بے صورت	یوں چون کرد تکرار کافرا	اس لیسے کا لطف کچھ آواز	کبتک صحرا کی خاک آواز
غمازہ کی صرف تائید	آغوش میں کی تو ہوت	نہ کا کات میں نہ خواہ میں	آکھیں جو رنگان و کوثرین
خون جگر اپنا روز بیتا	یوں ہی لیسے مرگ بیتا	آواز تری ہی ہے آواز	کیا زہر ساسہ کو بچاؤ

رقم خوردن نفل بر حال را مجنون و بے شادی و مصافحہ کردن با قبیلہ لیلی



نوقل تھا تائی اک سردار	کمار بد و نیک سے خبردار	در قوم عرب بزور شہر	لکڑے کیا تھا دکان
باشندہ پیشہ ہے شیران	ہم چچہ باندہ ان شیران	عالی شہر بزرگ است	شاہنشاہ کوشور شجاعت
تھا ذوق نکاح عاشقان کو	پھرتائے فوج نیکران کو	ہر دم سے دایم داد ہر روز	سرگشتہ پہ شکار آہ
اک دن سی خستہ تھا	نوقل کا بھی ہو گیا گذرا	رنگے بارادہ در مکان	سرغام پہ خلی تلاش گنج
دیکھا سرغارا ایک بخور	ہو جیسے کہ شاکر مردہ دگر	مخت زودہ ستم رسیدہ	از قدر دوستان جرمہ
زائل ہوش و حواس کے	دستی کی آس پاس کے	بیتین کی در فرق مجرب	پروقت آہستہ جیسے مجرب
عجز کو جو علاج سے دیکھا	نوقل کے تئیں ہوا پرکھا	پکڑش کی اکی دے اکی	پرتاب منوئی لے بیان کی
ہر چند کیا خطا باس نے	لیکن نہ دیا جواب اس نے	آز پوچھا کسی سے ہونگ	کس کے لئے ہے یہ کیا بے ننگ
جو اس کو غیر بین بدن کی	جلے کی طبع نہ بکافہ کی	بٹھا ہے جون برہنہ عور	مخدوب اسکا جندہ دور
بتلا یا کسی نے ایکن ہے	عاشق اس پر یہ مردہ تر ہے	بذ کوئی ہے اسکا نام لیتا	تلا کو ہے یہ جواب دیتا
جو بادے بیک دوست لاقی	ہے جان میں کی جانانی	جو تیر سے ابر تر اٹھے ہے	گوریاں ہو یہ شوگر اٹھے ہے
کھوج اسکا جواب لے لے	شہر میں دیکھے تو آئے	آج طعام جو کھے ہے	ہو ہے مزہ کھا کو موڑے ہے
لاجر آج بعد ایک ماہ	کرتا ہے بہانہ کوئی پر نہ	یعنی ہے یہ شہر دوست آپ	توجہ سے پیو ہے یہ بیتاب
کوئی ذکر نہیں ہے اسکو مروت	الایزبان حدیث محبوب	مجنون ہے بیرون نام اسکا	ہے اب یہی ٹیلہ مقام اسکا
نوقل زور کہ خستہ دل تھا	الغبت کی نگہ میں باغ تھا	کنے نگاہ سے لے جو اندر	آخر تو بھی ہے صاحبے رو
اس فتر کی اتنی ہری کر	اس کام میں تو نہ کوتاہی کر	بخش کے تھا وہ پیش تر	ڈیٹھا اتر کے وہ زمین
معلوم حقیقت اسکی جیسی	باتیں بھی کہیں تو اسے چھپی	دیکھا اسکو شہر کا کام آخر	مجنون ہوا اسکا کام آخر
س شوق کے ساتھ شوقی	گوا تھی گجالی کبھی کی	باقون میں جو اسکی دے پایا	نوقل نے کمال خدا اٹھایا
پھر کہنے لگا کہ ملے برادر	تو آپ کو یہ ناکارہ مست	مستون کی گر تھیں طلب ہے	دعوائے کام انساب ہے
کہا کہ جو غمت تو نہ دے	خستہ شہر سے خدا کی ہو کشتہ	یاد دہ زور سلو کار کی	سلی کی کشتہ حواس گاری
مجنون کے کمال جو اندر	آؤدہ کے ملک سے ملو	ہے صاحب نام تو نہ یاد	پر بخت نہ ہو گئے سیر ہمار

کام آئے ہے یا راد رہا اور	ہوتے نہیں انصیب بہر	چھیدہ دام سخت ہوین	کسو اسے حیرت ہوین
کوڑھی وہ در ثواب لگا	جو تشنہ کو جو عد آب دگا	گر تھو سے یہ ہو سکے عاریت	ہوین تو شکستہ دل نہایت
تو ہے یہ مرا سوال اسدم	گر قصد تیرا ہے یہ مسلم	کرتے یہ مرا سوال پورا	اس کام کو رکھ نہ تو ادھورا
ہے بات تو یہ کہ کر دکھائی	جو مرد زبانیہ بات لاوے	اس کام سے نکروست کوتاہ	جب تک کہ ہاتھ نہ آئے وہاں
پر وصل نہ تھا انصیب میر	ساعی تھے بہت حبیب میر	پر شاخ ہوس کی نہ پیوند	کی یا ر دل کو بخش اس کی چند
برگشتہ ہوا اپنے قول سے تو	ایسا نہ ہو کر کے اپنا قابو	جو وعدہ کیا ہے سو وفا کر	پابندی سمجھو تو رہا کر
بہ نام ہوں خلق میں بنام	قابو طلبی سے ہوئے ناکام	اک فتنہ ہو در میان پیدا	پھر یہی ہوں اور حکانے ادھر
ہے فن تو مرا بھی محبت عشق	لے خستہ تیرا فتن عشق	یہ سنگے کہا کسے غلافی	نوفل غن س کی بگمانی
حسن میں تھا ہوں بلکہ ہند	بے عشق نہیں مراد ہرود	اس دروین میں بھی نہیں اپنا	اس دروین میں بھی جلا پنا
میں تیغ سے اپنی جن باؤں	گر کام سے تیرے ہاتھ لٹھاؤں	ہوں مال اور جان میں حاضر	ہے مجھ کو تم کی تیری خاطر
اس دہ سے ہے لذت خورد	جب پائے تو اپنی جنس مایاں	تاپاؤں شکا در فتنہ تیرا	ہے شست یہ تیر قصد میرا
نا کام طلب ہو یا سراغ نام	چنے سے مرا ساتھ تو آرام	کھو آپ سے اس یو اپنے کہ	پر یہ بھی مان تو سخن کو
کاہش لایا نہ کاہش دل	رکھی ہے صبر خواہش دل	نوفل نے جو کچھ کہا سواما	جب مفرغی کو خوب جانا
بیٹھا تھا اسیر دل عکستہ	در گوشہ صبر چشم بستہ	شکین نے جو کچھ کہا سواما	آرام نے ولین بار پائا
حام میں شست و شوی تن کی	دھو گرد ہر ایک سے تن کی	سر ہو سر سنگ غم نہ مارا	بہ زراہ رونا قدم نہ مارا
مخوب جو تھا سو خوش کرتا	باتیں بہزار ہوش کرتا	پہنا بخوشی لباس اس نے	مطہر کر اپنے پاس اس نے
سرخی کی نمود آئی خوینیں	رنگ لگا کا جو رہ تھا جوین	طاقت تن نا توان ہیں کی	چند یونہی پر در شج پائی
بن اسکے طعام خوش نہ آتا	بن اسکے نہ سیر کو بھی جاتا	سرتا دل و جان اس کی عادت	نوفل با طاعت و محبت
اور اس کی بار آئی صحبت	گدھے دو مہ ماہ جب بھرت	تھا ادھی انیس زو شکا	بن اسکے نہ دھیان خاطر کا
اور وہ شراب چل رہا تھا	غم دستا فوس مل رہا تھا	یک دی دیک بان کیل	بیٹھے تھے یہ ایک دن مقابل
گل تازہ کسے چر کے جھوٹ	آغا کیا سخن کو اس طرح	بیتین کی چڑھکے عاشقانہ	مجنون نے بشکوہ زمانہ

کاسے بجز زخم فرا قم	آگاہ نہ اڑا شتیا قم	تو اپنی ہی ناؤوں میں ہے	یہی کب تیر گوش میں ہے
کنے سے تیرا میں عاقل	پہچال سے تیرے قہے غافل	یہ حوت فریب گیا تھا	مطلب ہی تیرے تیرا تھا
دی بند سے قہے بیکو دوری	بچر حکم کیا کہ کہ صبور سی	بھر وعدہ گرم گرم دیکر	آیا ساتھ اپنے مجھ کو لیکر
حام میں گردن دھلائی	پیشاک نفیس تجھے پہنائی	میں شاد ہوا کہ دن بچر میں	بچر کوئی گذشتہ سن بچر میں
خدا وعدہ ترا کہ ہو فرزند	یہی سے میں دیکھا تھیکو بند	سو دیکھ لے وہ بھی کو بچا ہوا	لیے نہ لے تو مر چکا ہوں
کی تاک ہی اگر رنگ تھے	خشیشہ مارا یہ رنگ تو نے	وفل بحدیث گرم مجھ میں	شد شعلہ آتش دیکر خون
یوں حکم کیا میں ہوں غور	تیار ہو جلد میرا لشکر	کو غم دیا رو کو لے لی	پوچھان ہوا وہ کہو لے لے
یوں سر پہ وہ غم تھا طلالی	سورج کو قہے جس حیرت آئی	ہمدست تھیں رہ کی کوئی	جانی تھیں کئے بیچ کر لایا
تخیر کر میں وہ صفا جوش	جکلی کے بھی اور گئے ہوش	ہر طور عرب عمامہ سر پہ	ہو چرخ کیوڑ جس شمشیر
آہستہ دان ہیر و نگاہ	وہ فوج میں چن تار و نین	پہونچا جو قریب تیر مقصود	قاصد کو کیا وہاں پر دود
پیغام دیا کہ ہم بانیہ	آئے ہیں بقصد کاہ و گاہ	یہی ہم پاس مجھ بیٹے	ورنہ سامان جنگ کیٹے
باقی چن کچھ اس کے حق میں بہتر	چاہوں جو کروں کہ ہوں کندہ	بہتر ہے جو نشہ آب پاوے	آپ سان ثواب پاوے
کچھ لطف نہیں پیغام پرورد	پر دان چرخ سے لے دود	قاصد دیا جو نہیں پیغام	پہونچا تھا سخن قریب نام
جولیلی کے باپ کی زبان پھر	اتنا ہی کہا کہ ان کو دیر	گر آچکا قصد جنگ پر ہے	تجہ اپنی بھی روی تنگ پر ہے
گر غرق ہو دم بخود و خیر	قارورہ فلک بیان بھی لشکر	یہی کی طلیح تھیکو بیجا	ماحق نہ چکا تو خام سودا
یہی کا مقام ہے بہتر	وہ ماہ تمام ہے بہتر دود	یہی کی ہوس میں ڈوڑھ	چھریں برک چرخ زوید
گر یہ ہے جس کہ فتح جنگ	یہی ہے کر گئے عرصہ دم تنگ	تو ہم بھی نہیں کچھ لے کر دود	ہے اپنے بھی سر میں جنگا کدو
قاصد سکر جواب پیغام	آیا سو خیمہ گاہ تاکام	بار دگر اسیر ہو غنیمت	کھلا لاکر ہو ہو کے بیتاب
کے بخیران میں بدلا ہوں	انسان خورندہ اڑھا ہوں	ہے مجھ تھیں کن رہتر	اس جنگ سے ہے فراہتر
یہی ہے اسیر و ام محبت	کیا لطف ہے قہر و خدا و ملت	پیغام سان جو پیغمبر	ہر جہت کے چکے طاغوت
جا کر کیا یہ تلخی اظہار	وہ صاحب لشکر گرا تیار	آتشہ ہوا بخوش آیا	بوت سلاح پوش آیا

آپس جی اچھی صفائی	ہوئی گی کیکر لوانی	تشریف زنی سے لاشیں گئیں	تلواریں کٹانسی سے گئیں
ماتے گئے جنگجو ہزاروں	زخمی گئے رو برو ہزاروں	بزرگ تھا کوئی قتل میں	نیکوئی کے پتے رہ گئے زمین
ہوا تھا برے قتل شہین	پیدا سراہ دم الاخون	لوہیے دخت تر تیرے	گویا پر کالہ لہجے
کرتی تھی یہ قبض و حاکمی	ہر خطہ صد اکوس جنگی	گویا وہ جگہ تھی جا بجا	آہو سے کئے ٹپے تھے والہ
کوئی تھا گلو بریدہ بیل	یا ہر تھا کسی سینہ سے دل	سرتن سے بہا کوئی پڑا تھا	کوئی خستہ تھاں ہوتا تھا
ہر کوئی تو خیاں جنگی تھا	محمون تو سی ترنگ میں تھا	وان تھی جگہ یہ پریم	پڑھتا تھا دلع صلح ہر دم
تھی کس سے قتل اور	وہ اپنی ہی فکر قتل میں تھا	اک ایک سے گرجے جگہ تھا	پراسکا جو صلح رو تھا
تھا اور سے اپنے بیکہ کیتان	چاہے تھا دھماکے دشمن	مانگے تھا صرف گری	تھا خوش شکست اور گری
مگشت ان میں غم و غم	یا شاہزادی ہم آغوش	پوچھا اک شخص کئے یار	پھر تپے تو کیا برنگ پر کار
مے سے	ہم معرکہ دلاوران ہیں	خونریزی بحر خون میں	کیونچک یہ تیری آئین ہے
رہا نہیں کوئی علم تو غیر	جلا این اس کی وجہ باخیر	دشمن سے تھا کوئی کون مارا	یہ بات تو مجھ سے کہہ خدا را
تب سے کہا کہ لے غلانی	ہے مہن یار و تیغ رانی	جین جا کہ ہو دہشتا من	وان چاہے ہو دموم آہن
دشمن ہر ایک نوکے ہے	کوئی دوسرے کوئے نوکے ہے	آتی وان سے بوس الفت	پھر کوئے مہن میں علیے الفت
والدین نہیں ہیں خستہ و زار	اور دھڑکی شکست کا رولار	ٹوٹے ٹوٹا ہوا سے لیلانی	کیونکر ہوان میں وہ بولانی
دغ غصہ ختم ہو کر حسین	سے چلو نہیں بیان سوزین	وان کو مہن گزشتہ تاب	یان شہر جان سوز گرواب
وان ایشوے کا رنگ تروں	یان چھو کام غرق خورن	وان گرد مال دلچہ گزے	یان خاک میں جان تری جلی
آرام دہی میر جی کا	یار بنوا سکالیاں بکا	سچ ہے کہ ہو سے یار جانی	مزا ہے حیات جاودانی
وہ ہوا اپنی جان کا غم	کیا ہو اسے جان کا غم	پڑے سہلے جب آئیں مہن	رویا وہ بہت بجال مجنون
نور بشارت باس	ادام باس تھا غرق گیر	نور غروب تھی لوانی	شام لٹے میں میان جوانی
تب تیر ہوئی جاکر	شعلہ گیا چھپ کر آگ	مردان سپاہ زخم خوردہ	آسا ہوا بکا مردہ
تیرے	ہم نہیں کچھ	اتنے میں ہوئی جوش	پہاں خواب میں وہ گلشن

کروند و گریہ نیرواہ جنگ	مردان بارادہ صف جنگ	وہ نقش و نگار سب بگر گئے	گل بچو جو تھے چنک چکر گئے
تاصلح کا حوت منہ پہ لایا	نوش کو ہراس سے آیا	دب جاتا تھا اسکی شان و بجا	لیلیٰ کی فوج تھی بانہوہ
گر ہو کر دلیں جنگ کی بچا	کاسے تاہور زمانہ باشند	ظاہر کرے تاکہ یہ فشانہ	قاصد کو ادھر کیا روانہ
جان تلخ اجل کو انگبین د	بے صلح ہیں وہ نازنین د	ہنسکے نہیں ہوا قیصر	اک شخص جنوں وہ کی خاطر
راضی ہوا وہ رئیس لشکر	قاصد نے کہا جو ہیں جیہ کر	اس بات میں کچھ نہیں بمانی	آگے سے ہے رکم آشنائی
آیا وہ برسر شکایت	مجنون سنی جو یہ حکایت	موقوف رہی وہ گوج جنگ	آیا بچ صلح پر جودان جنگ
بیجا ہے مری اُمید داری	میں دیکھ لی میں نے تیر لڑی	تو اور کسی کا ہو مددگار	نوش سے لگایہ کہنے لے آیا
نے دوست کے دوست کو لایا	نے برسر دوستی تو آیا	تجد سے تو نہ کچھ ہوا گنہ زرم	سمجھا تھا میں تجھ کو صاعرم
وہ تیرے بعد کیا ہوا کہہ	وہ رات گھنٹہ کیا ہوا کہہ	ناورنگی میں تیر تیری کبھی	نشتر زنی میں تیری دیکھی
جام نے دوتی پیا کب	گر صلح ہوئی تو میں جیا کب	منہ پہ تیرے صلح کی پسیرے	وہ منفرد و خراب کر دھرے
بس ہو چکی تھیں چارہ ساری	ہے عمر فراق کو درازی	اس صلح سے حد تک گنہ زین	بخت اپنے سے اب بگنہ زین
دزلت تھی و جیون سے صحبت	رکھتا تھا میں آدھی گرفت	سایہ مرے سر پر بخدا تھا	یہی شرت میں پرالم پڑا تھا
سہر چند کہ نامراد تھا میں	عالم میں جنوں کے شاد تھا میں	آکھیں کبھی بندھتیں کبھی	سراپت سے دوستی لگے تھا
کس بیچ میں کر دیا گرفتار	تو نے مجھے لگے دانے اکبار	عالم کی زبان سے تھا کانرے	آزاد پڑا تھا میں کو مارے
نے اُس سے رہی ہ آشنائی	نے لیلیٰ ہی میری ہاتھ آئی	لفکرنے ترے مجھی کو لوٹا	جو مجھ سے وہ کوہ و دشت چھوٹا
آویگی صبا نہ دانکی ایہر	ہے اب یقین کہ تیرا پھر	کیجئے کس منہ سے دعویٰ میر	انہی سے کھینچی گئی سوکھیر
مجھ سے مریا کو ملا دے	اب یہ مرے دم کی دوا ہے	بیزاری سے اُسکی ہون آگاہ	بیچ ہے کہ دے دے دلو جو را
اور خد کی آندہ قسمت کو	یون یا س کے گفتگو قسمت کو	بولا کہ کف افسوس متل	سن سوز و گداز قیاسِ نزل
کو اسے فوج میں کی تھی	یہ صلح پہ صحت میں کی تھی	مصرف سی میں نے نہ بھین	غافل کر کام سے میں نہ
تب بعد خون بہاؤنگا میں	اک فوج گران باؤنگا میں	دیکھے گا کہ فتنہ پھر اٹھایا	جب اپنی حدود پر میں آیا
تھے دشت نور دہلی کہ میں	بعد دے دے دے تارہ میں	تھا جوش قبائل عربین	قاصد تھے رولن و ملین

چند بخیال جمع اتوہ	معا نوظل بگزینہ چون کہ	جب جمع ہو تمام لشکر	بائزہ تیر و خود خیر
شاہانہ نکلن مہ کے گزین	آبادہ اسی مصاف گزین		

مصاف دوم و فتحیاب شدن نوظل از قبیلہ البلی و دیگر حالات آن

کتابہ القصر جنگ تانی	یون تو سن خاموش تانی	یعنی کر جمع فوج نوظل	لگتا تھا جیسے نہ دل بادل
آیا چو نگوہ در بہرے	کاتب اُعلیٰ نہیں لڑا ہے	سالار قبیلہ ہو کے فقط	آیا سر بام رو بہ مضطر
کیا دیکھ کہ اک گھڑا اُعلیٰ	اُعلیٰ ہے جہان یا اُعلیٰ ہے	صحرائے دکن ہے نیتان	خیران سپہ ہین بھین لالان
ہم کوس کی ہے صدا بگڑد	ہم نعرہ کو تا ہے گلو ہوز	کر جلدی سے جمع دکانی مل	آبادہ جہولن کے مقابل
باز از بند بھر ہو اگر م	اس درجہ کہ ہو گئی ہو اگر م	پتھر پہ لگا جو ترم کاری	تھاتھا گس خون لون جاری
شانوں کے گدڑ کے بچا لاک	تھے ہوش رہے اوجھاک	تیر دکن نہ ہو چھوٹی تھی	غزبان قبا بھی بگئی تھی
تھی پھر وہ نہ جین کہ تو غیر	دھوئے تھے ادنیٰ آب شیر	کوشش تھی جب مصاف	بھڑا تھا عیان گسے ہون
جو خصم پہ در بھی آئی	نوظل نے وہ فتح کی لڑائی	کشتوں پہ بیکہ کشتے تھے	لاشوں کی سہارا لٹے تھے
آئے نوظل کے در پہ کسر	بیران قبیلہ قید ہو کر	کر دستا لم بداد خواہی	ہوئے وہ بحالت شباہی
یعنی کتر مسیدہ ہین ہم	مظلوم و جفا کشیدہ ہین ہم	مائیگے اپنے اقربا یان	کس کس کا میر گئے خون بیاں
یہ کون کھا کھی ہے زندہ	اب ہم سے تو ہر دست دار	ہم جتنے کہ ہیں بھرتی دی	حاضر ہون پہ نہ ازمنہ کا
نوظل نے کہا کہ بس بیٹے	بلی کا بناو پھر عکا	آیا بید بزدل بلی	بر چہو بختلہ درہ بلی
نوظل سے کہا کہ جواہر	ہے رخسار شکست کی	یان سر پہ جتنے غور ہیں	ان کشتوں کا خون ہے میری ان
جی ہیں گسی کو تیرہ گلوہ	اک کھینچ کے آہر و مچاؤ	قوم اپنے ہین نام ہے ہارا	یہ رنگ نہیں ہیں گوارا
دیوانے سے کہیو یہ بھڑا	مظہور چاہے تو کس	آشفہ خروہ تو جوان ہے	سر پہ قیل بخودان ہے
دھتے خون کا نہ در تین	دھتے ہر ایک گندین	اس بخیر ہی لے کو قوس	مطلق نہیں ہر رنگ تیرا
پھر لے لاتی کو تیرہ کر	دھتے کوئی اہل جہاں	یہ قوس ہیں نہیں گوارا	سوا تو نہ کوہین خدا
نوظل نے تھی چو کی لڑائی	دلا بھون عکا ہی	یہ اس کا بلیا فوج خروہ	کیا لگے ہیں ہم ہر دست

ہر کام بد بیری ہے اپنا	شیوانہ سنگری ہے اپنا	ورنہ مختار کار ہے تو	اسکو خوشی سے وہ بخت
مجنون پر لگی تیاہی	لیلی ہوئی اپنے فکر کو داری	رخصت ہو اچھوٹا تاج	لیلی کا پردہ رنگ تاب
یہ بھی کوئی دماغ آشتی ہے	کے دوست کی لٹی تھی ہے	یہ غم پر آتش جگر بند	آیا برنفل خرد مست
مقصود مرا ہوا نہ انہوں	جو تو نے کہا کیا نہ انہوں	خود دوست کیجئے یوفانی	ہے رنگ میان آفتابی
لیلی تو چھٹک نہ لایا	ڈرکسا یہ تیروے ٹہین آیا	کون قے رکھنا نہ اسکو تر	آیا توے دام میں مر صید
بھاگا وہ عنان شکستہ دان	کوتا ہوا فکر سوز بان سے	صبح کی طرت ہوا مریدا	یہ کہنے ہی وہ جگر دیدہ
ہر کام بد بیری تھی شکل	والسکا ہوا نہ عقدہ دل	راہی تھا پھر تو کیا بان	آئی کمال یاس حیران
من بعد شکست اہل کینہ	نوفل جیالم و حسنہ سینہ	اور سرخ تھا وہی چوں تھا	دل سینے میں سکافون تھا
	قارہ فغ تھا بہ فریاد	آیا طوت اپنے لاکے شاد	

نومید شدن مجنون از ملاقات لیلی و شکایت کردن نوفل رفتن در نجد

نوفل سے جدا ہوا جاکار	آشتی سے پہلے وفادار	ایسی کہ وہ درد مند دلگیر	کرتاہے یہ کلک فکر تحریر
طالع کی شکایت اسکاتیم	نوفل کی حکایت اسکاتیم	نپے خاصا مصرفت بان	خاص ترل روشت تیر بان
دام اسکے آئین غمش تراو	دیکھا سر راہ ایک صیاد	آگاہ نہ خاب اپنی رفت	جانا خاک گرفتار فرشتہ
سرگرم بہ ذبح اسکو پایا	مجنون جو قریب کے آیا	شیر بکفت از لیل و خوریز	بخت غزال غم اور
تو مر رہے اپنے یاس سے	مجنون نے کہا ہر اس تک	کرنگ دلیں کچھ پرکھا	سیاہ لے جو سوار دیکھا
اور وصل سے بے نصیب	کسو اسے سب غریب	ان قید یوں تئیں ہاکر	خون انکے کا پھوٹے تو ہاکر
ہر غمزدہ کئی فری کی بوہے	ہر غمزدہ کئی فری کی بوہے	اور ساق و سرین کھینچ کر	چشم انکی ہے رخسار شمع
دیتا ہے نگاہ یا دلیے	اندازہ ہر کے دیکھے کا	ہر چشم سیاہ خوفشان ہے	ہر نگاہ کند جان ہے
گردن در چین غریبان	خوشیت بدین غم غریبان	کراہے تہ تیغ آزمائی	چاہے ان کا ہون غمائی
مندی ہے ہر وی ایسی کردار	چیرہ لاکر لے چوں رعنا	حیران دایرے مجنون	سیاہ نہ جیٹا یہ مجنون
نہ مجھ سے تھیں نہ بے قیمت	لیلی کی کہ ہے کیا طریت	اب عمر سے میرا فن ہی آ	تو نہ زندہ دل ہی آ

کسواسطے گنج بخش ہے تو	یاساز و ہراق رخس ہے تو	مجنون کے یہ سنگ اسچنخ شہزاد	جون صید دیا بدست صیاد
صیاد نے اعتبار پایا	یعنی کہ برا شکار پایا	گھوڑا لیکیا وہاں سے گھر کو	مجنون آہو ہے ادھر کو
از بس مجنون کا عشق تھا	آکھونپہ اخونکی بوسہ تھا	کستا تھا کہ میں چشم دانا	یہ چشم ہے چشم یار مانا
کیونکر نہ میں انکو جی چاہوں	ایسی چشموں کا میں فنا ہوں	ہو کر کے سوسن یا رکاست	پھر تھا کھل پہ کہ سرست
لوٹے تھا کبھی وہ ساق پایا	کہ گردن گوش خوشنما پر	آہو تھے بشت و ڈرتا بان	یہ نعرہ زن اندران بان
پھر تا غبار نگیل مرست	برجیے سی ارادہ دست	از یکہ سلاح تن پہ تھے	وہ اس سے بھی کھینچتا تھا آزاد
جواتے میں شہنائی نمایان	نار دان فلک ہے چراغان	روانہ صفت یہ نار و بخار	رخسار ہوا بخوارش نور
یاد سر زلف یار کر کے	رویا وہ بہت بچار کر کے	اب پرواہی آہ قہقہہ	ہمدرد ہی شب سیاہ قہقہہ
تو ب قلم حکایت انگیز	خلاص کردن مجنون گوزن از دست صیاد		
یعنی کہ بر آن سیر پر سوز	آئی جوہین سر پہ آفت نوز	جو غنچہ کھلا دم صیاد سے	جون نالہ ادھا دھاپنی جاسے
تھا وادی شوق میں نہانہ	پڑھتا وہ نشید عاشقانہ	مضمون فراق بر زبان تھا	لب پر وہی محشر فغان تھا
آگاہ جو پہونچا ایک گاہ	دیکھا وہی دامن ہر سر راہ	تھا اس میں گئی زن اک گرفتار	روز طرب کا تھا شہنشاہ
وہ غمرہ تھا بجان نا شاد	اور مائل ذبح اسکا صیاد	مجنون نے کہا یہ جلکے نزدیک	اس صید کا روز کرتہ تاریک
رہنے دے کہ زندگی کہے	چند تو یونین چرسے یہ	ہو گیا جو خون مفت کا	کیا تھکے گئے کا جفت اسکا
آزاد فی حشایں نہیں	خونخواری بہ زبان نہیں	صیاد یہ سکے حوت مجنون	بولا بہ عبارت دگر گون
ماغابہ میں اسکا خون کرونگا	پر مفت بھی تھکے میں دنگا	صیاد یہ ظلم کب ولہے	گو مول تو نے تو کم بہا ہے
مجنون نے بدست خست کردور	اسکے رکھا اسکے خود را دور	صیاد وہ لیکیا اسباب	یہ عورت را بجان بیتاب
آیا طوف گوزن آزاد	وہ دیکھے اسکو ہو گیا شاد	پھر اس سرور بدست شفقت	کی ساتھ اسکے بہت سی الفت
پھر اس کا کہا کیا بلا ہے	تو جفت ہے کیون جدا	ہوں جب سے میں اپنے یار کو	ہے میری طرح سے تبھی محمد
لے پردہ کشے وادی کوہ	وے خیمہ نشین غل انوہ	نکلے تھی میں شیوہ یار	سوجان ترا ہون خریدار
تیرے بوسے گل سے خوشبو	اور چشم ہے رشاق چشم آہو	ہر عضو میں تر ہے دلبر کی	جو عضو تر ہے سو پری ہے

تاراج ہو کیون خواب آرام	ہیں شمعان گرد و دام	یارب تو ہے ہمیشہ صیتا	آب زب چشہ مار پیتا
من بعد نہ رنج دام دیکھے	عشرت ہی تو صبح و شام دیکھے	ہلہ میں تر ہو جنت تیرا	آرام سے تو کربس میرا
جانوں جو نہیں ہے محرم یار	بیہوش ہو تیری پوہیشار	پرے کو ترا جودان ہو جانا	اتنا مرے یار سے کہہ آنا
کلے پر دھنیں ہر صہاری	فریاد ز دست بقراری	تو مجھ سے جدا نہیں ہوئی	دیدہ بغیر چشم ہے کوئی
بس رہنمین صبر تا طباق	ہے دلہے تو خطہ خطہ آفت	جز یاد نہ در میان آ کوئی	جز آہ نہ ہر زبان ہے کوئی
یان لین ہمار کا ہے بطور	اور حال مرا ہے آوار اور	اسطور کے صد ہزار مذکور	کرتا تھا وہ در دستد لہجور
یہی کے قریب تھی چراگاہ	اودھ کو گویا گوزن ناگاہ	یشل صبا جلا دہان سے	کسا ہو اکچھ کا کچھ زبان سے
جوانے میں روز ہو گیا شب	روشن تھے جون چراغ کوکب	پھر روز دم جو صبح آئی	مجنون پہ بلا سے تازہ آئی
پھر تاتھا وہ دشت درین قتا	سہر چار طرن خراب ہوتا	تھی تو زست اسے تاب	رخسارہ بونچے گرفتہ ہتاب
کٹ گل کا سایہ خوش جو آیا	دان اُسے ذرا قرار پایا	پھر سبز و حوض پر نظر کی	کلفت جودہ دل پہ تھی بدر کی
اس سبز بکا لکھون نگ میرا	اس حوض کی باصفائی آب	سبزہ تھا پریشو کی خرگان	اور حوض مثال آب میان
ظہر وجود ہانپہ ایک ساعت	پائی دن جانے اسے راحت	دیکھے تھا چشم ہلکیا	ہر دم طرف رخت ز بیا
ناگاہ دران مقام چون باغ	دیکھا سر شاخ اسے ایک شاخ	چون تہان فہم یہ پوش	چون مرغ زبان بریدہ خاموش
دیکھا اسکے تئیں یہ خوب دیا	اشکو نے غبار دل کا دھوا	کہتا تھا بندہ ہے لیلی	تھے نہ ملا میں لے لیلی
پھر اسے کہا کہ ہے ہمہ نور	کیون وہ شب میں ہے تو مستور	یہ رنگ تر سیاہ کیوں ہے	تو میری طرح تباہ کیوں ہے
میں خستہ ہوں سو گوار لیلی	یا تجھ کو ہے حال غار لیلی	میں آس غم پہ کھادوں ہوش	ہے دو صفت تو کیوں شیش
در سوختگان آشنا ہے	پھر مجھے گریز تجھ کو کیا ہے	جاؤ تو اگر کوئی لیلی	دیتا ہوں پیام سو لیلی
کیونکہ پرندہ باخبر ہوں	مجنون کا میں مرغ نامہ پر ہوں	یوں سے دیے تجھ کو پیغام	کالے حسن رنگ سے ایام
تجھ کو کہیں مری خبر ہے	دو مال پہ شک چشم تر ہے	تھا دھندہ تار باؤنگی میں	یا آپا ہی تجھ تک لوگی میں
سو تو نے نہ تجھ کو بھی بلایا	نے تیری حرکت کوئی آیا	ہے یان الم فراق سب جبر	کیا فائدہ آئے گری مری قبر
سُن گئے یہ سوز سا زودہ نلغ	اور کہ اک دیکھا نیا داغ	پھیلا ہے پر اپنے زخم تیرے	کھولیں زلفین جو کعبے

مجنون کمال حالت سوز	خاکریہ میں شمع داغ تار بند	یہ مرغ سحر ہوا جو دلکش	مشرق سے ہوئی نور بخشی
ہر سطر زمین کی سیر گزرتی تھی	تکلیف فراہم خون تھی	مجنون ہر شمع آسا	بجرت تھا ادھر ادھر ہر سطر
سوداے جنون باغ میں تھا	اور شغلہ دل کے راض میں تھا	جلتا تھا لگتی تپ بھر	تھی دن کو بھی زور و شہا بھر
ماگ جو کرب نذر وہ ہو	دیکھی آس پیرزن شمع دہ	ساتھ اس کے اسیر و تابہ	زنجیر میں تھا جمال خستہ
اوپے کا قفا طوق زنجیر دن	زنجیر و غل اسکا زور تن	مرتا تھا فقیری پر وہ اپنی	تھا شاہ اسیری پہ وہ اپنی
مجنون شجودہ اسیر دیکھا	سخت اپنے تئیں جھپک دیکھا	سو گند دلا کے پیرزن کو	پر شمش میں دیکھا غل کو
لے مادہ مرغان کرا تھا مار	بندی اس کا ہے یہ گرفتار	کیا لے کیا ہے عیش کافن	زنجیر میں کیوں ہے اس کی گردن
غلامین جو اسیر شدہ لیلی	کیا یہ بھی ہے درد منہ لیلی	ہے اس کی اسیری پر مجھے شک	آکھوں سے چلے ہی آنے لگا شک
دل سینے میں پیرا دل ہے	عالم غیب اس اسیر پر ہے	تباہ اس کے کمال ہے وفا کفر	میں جوہ ہوں اور فیہ ویش
ہو کر کے باطل و شر ناپاچار	میں اس کو کیا ہے حیلہ کار	بھیر دن میں ہر ایک پاس کو	روٹی کیلے ہے یہ تنک دو
ہوتا ہے جو کچھ کہیں پیدا	کر لینے ہیں نصف نصف	مجنون قدم غمخیز پر سر	رکھ کر کے لگا لکھنا مار
نہیں زلزلے سے ڈاکر	توقید میں کڑوت دیا کر	کا شفقہ زلف یار ہو تین	زندانی بقیرا ہوں میں
تو بھر مجھے بغل و زنجیر	جس جا جا ہے رستہ تیر	اس کام میں آئے جو کرا تھا	خزرت میں نہیں تیرا کرا تھا
بے شکر تیرا وہ مال تیرا	گر آتے ادھر خیال تیرا	بڑھیا ہے سنی ہو کی تقریر	دی ڈال گئی میں اس کے زنجیر
کہہ کر یہ اسیر تازہ پیدا	آزاد کیا اسیر پیدا	گردن میں اس جو لے ڈالی	پڑھتا وہ چلا کھڑا حالی
رستہ جانو تم فقیر و غنیمت	لیلی کا فقط اسیر و غنیمت	وہ پیوہ گدالی جو کرا تھی	لگیوں میں ات لے چری تھی
دیکھ تھی ہر ایک سے چوکید	نقاد و سپید اسکا تاریک	حالت پہ کوئی تھا اس کے ہنسنا	آتا تھا کسی کو اس پہ رونا
آتا کوئی ایسا شاہ کیلے	جو لوہے میں سکا تر رہے	کہتا کوئی ہے صیاح صبح	جگہ اہر تپا ہے رات دن
کہتا کوئی ہے مجنوں سیوہ	کہتا کوئی ہے یہ جلہ وید	در پر کسی خیمہ کے چرانا	مستو کی طرح سرور گاتا
ہر گز کا خیال کچھ کا کچھ تھا	پراسکو مال کچھ کا کچھ تھا	لیلی ہی کا نام ہے لیلی	یعنی یہ سرور عاشقان تھا
مٹی کا کوئی، تاج و تہر	لپٹے تھامے ہاتھ کے چر	بے خبر و جد و جال کرتا	ذلت کا نہ کچھ خیال کرتا

جو چاہے تو مجھ سے کیم دے دے	آزاد مرا اسیر کر دے	سکر وہ پیر زن یہ تقریر	اور لیلیٰ کو پا کے سخت دگر
میون کے قریب وہ جو آئی	ہر عفتوں اسکے بند ٹھائی	کر کے اسی لقاات پر وجد	وہ خستہ چلا بجانب نجد
وہاں جا کے وہ ناز ناز رویا	دیر نہ بیٹھیں ہاڑیں مار رویا	اپنوں نے خبر جو اسکی پائی	وہ لوگ کہ اسکے حقے فدا لئی
ہر سو ہوئے جتوین پویان	بردا من ہو قیس گویان	یاروں نے کہا کہ ان نہ کھیا	پر اسکا کہیں نشان نہ دیکھا
ماں باپ بھی اسکے آخر کار	نومید اسے ہوئے سیکار	آئندہ کو ترک جستجو کی	مر جا کے کی اسکے گفتگو کی

خوش شدن لیلیٰ ان فرخ نوقلن با ستماع عدم حصول ملاقات مجنون دامن
صبر دریدن و پیام شادی فرستادن ابن سلام و قبول کردن پدر لیلیٰ

گزیندہ کہ صاحب سخن ہے	اس زمیں میں تُو تیغزن ہے	یعنی کہ ہوئی جو فرخ نوقل	اور لیلیٰ معاذ میں کیا چل
لیلیٰ نے جو بہن خبر بہ پائی	گاتی تھی سرود آشنائی	خوش خوش وہ میان میں آئی	گاتی پھرتی تھی یہ ترانہ
خوش خوش کہ ہوئے ملاقات	مجنون کی نشا کا کہ یہ دزد	آیا پدر اسکا جب یہ مطلب	پس لیلیٰ کا روز ہو گیا شب
اس نے یہ کی زبان سے تقریر	ٹھہری نہ ہا کے سر تقصیر	گوش و فخر افعول نے پائی	پر لیلیٰ تو اپنے ہاتھ آئی
اٹھنے لگی اپنی بالوس	تھی دیر نہ کمال چاہے قوس	نوقل نے کہا جو میں کیا سو مانا	ٹھک کو بھی بزرگ قوم جانا
احسان کیا کہ دی نہ لیکر	دیوانے کو اس نے میری خیر	لیلیٰ یہ پدر سے سکے نہ کر	مدفون ہوئی جیسے زندہ نہ کر
آزادگی اسکے زنیہ آئی	رنگ رفتہ ہوا ہوائی	سینے سے اک آہ سر نہ بخی	چہرہ پہ کہو بد و کھینچی
باپ اس کا گیا جو گھر سے باہر	گریہ سے کیا گھر اسے سب سے	کس کے کس کے حال سرنگونی	آکھن سے بہا شک خون
گڑبیش سے چہرہ کر دیا لال	کہ حال سے ہو گئی ہو بھال	باز وہ کبھی گزند لائی	دندان زدہ کی کبھی کلائی
نے دوست کوئی چاہا جو ہو	نے رشتہ کہ چاہے لں رفو ہو	ہوم کوئی پس نہ غمخوار	حیرت زدہ دخل نقش دیوار
گل رنگ بنتے مرغ خوشبو	اسکا بہ فسانہ ہر سر کو	ہر سمت گئی جو شہر حسن	خواہاں بلا و آفت حسن
عاشق ہوئی ہوئی مکی جی سے	پر اسکو خبر نہ تھی کسی سے	تھی جن کو عرب میں ماری	پر پا جو وہ بخواستگار ی
ہر کس نکاح آن بت چین	می بست بلکہ می بالکلین	قاصد ہر شہر سے روان تھے	دلال ہزاروں میان تھے
ایسا اکا دے بھتہ دار	صل جگر سے رکھے تھا پر	گو جے کا رنگ لہ لہون تھا	باطن میں تمام اسکے خون تھا

شوهر کی کبیا کو تھی ممتا	شوهر اسکا خا عا عشق کا	آہا قی قی غم اسکا درخشا	رکھی تھی خیال روح کرپا
نچھو صبا لال تھے خرمیاد	پرسن کی جنس تھی بانیا	سودا کو ان اسکا کیسے تھا	حیرت سے ہر ایک تھک گیا
سن بن ستم نہ شام	مانند صبا پورا داس	باغ و شکوہ یاد شاہی	آیا وہ بے عروس خواہی
اترا آگے وہ نکو پیر	کچھ میاں غلام ہر شہر	قاصد کو لا کر کہا کہ جاتو	وصلت کا پیام جانا تو
لیلی کے چہرے کیو نہ پوٹا	آیا وقت عروس داماد	قاصد مع تحفہ و خالفت	از قسم خزینہ و ظرافت
جا کر جو درون شہر و چٹا	اسبانچ تھا لکے سونیا	خط دیکے کہا بخوش جانی	پیغام جو اسکا تھا جانی
بعد اسکے کہ کہ چو انرو	ہے قوم میں بنی جو ہر فرد	گر جنگ کرو گے تو لوہیگا	در صلح کرو گے مل جلیگا
ہے سب بزرگ اندری جن	وے گزشتے ہے جان زمین	زور دیو گیا جتنا ہو گا دکار	ساتھ اسکے یں کم زور کے تیار
کیوں کہتے ہو ابرین کباب	نوشہ زدی ایسکی گرداب	یہ سن یہ بزرگ ایسے	تھی سبلی پیش ہی جان کی
سر اپنا چھٹا کے ہونے کا پا	لایا یہ زبان یہ آخر کار	افرا سے اپنے کب بچلین	راستی بخوشی نہیں ہونین
پر یوں ہی اگر حکم تقدیر	بقیہ لہر ہے ہما و شہر	پر دم عرب کہ استواری	لیجا اس سے کردہ عماری
خادیا کر دین گل کے سا	عقد لیلی با زین سلام	طاغیہ درخشا ہر خود را درخشا	ہوا رہی سپہ گاہ افشاں
نوسندہ داستان شادی	یوں لکھے ہر نادرادی	یعنی کہ عروس و زور دش	ناگاہ ہوئی جو پردہ افشاں
آیا پر عروس خندان	مجلس چنی اسے جو گلستان	یوں حکم کیا کہ صاحب کار	آئین باندھیں کوئی بازار



تصویر طابعہ مارا لیلی کا
 ہر این سلام کو شب افشاں
 سن

داماد و عروس کو کہہ گیا	ان دونوں کا عقد لے لیا	ایک دوسرے کی آنکھیں	باقی تھی جس کا فتنہ چھین
ہر گوشہ سرور و خرمی تھا	طوفانِ محیط بے غمی تھا	ہر صانع جو طالع پر دیا	تاکے تھے بفرشِ شمس سدا
تھارے خلعت کی پاننگ	غم دل سے تھارے اچنگ	جب چلے بیٹھتی سوار	کی آنکھ سے نذرِ لب ان آہ
مک بیٹھتے ہی برائے اُجھا	ترکس سے گلاب گل پیچھا	باہر تو رہے خواہ ویرا	یہ جگہ میں جو شعلہ زاری
القصد کہ وہ بت پر ناز	آئی جو کج گاہ دانا	شب نے تھو جاب کھولا	مہ نے رشتے نقاب کھولا
از بہر وصالِ طاعت محبت	آراستہ ہوئی بغیر خلوت	جب دونوں ہو گلیں باہم	تا املق ہوں انیس باہم
پایا عمل اسے ناگوارا	ایلی نے ملا چچا سکوارا	وہ ضربت سے آنکھ	ناچار اگر وہ جیسے بدست
معدا کے کما کہ مجھ سے نذر	کب لو روا ہے پیلو حور	تھاتی ہوں قسم میں اس کی	جس سے ہری نکل جانفر کی
نکلے گا نہ مجھ سے کام تیرا	ہے اور کے کف و جام میرا	ساقی ہوں میں دل فرین کی	ہوئی ختم سروا نازین کی
چاہیے اگر زرار قابو	باہر نہیں ہوگی نے تو	سربین سلام کی گوگد	اس تیک ہو بدیدہ خرم
وصلت کی طبع سے لٹا	دعا وہ نہیں اس کو پایا	لیکن از بسکہ نو برد تھی	اور ناز و کوشہ مو بوقی
سوجان اور سپر نہ تھا	ہل اسکا بھی سپر نہ تھا	یوں مجھ سے نہ شغل چل	نقابت سے اس کے تھل ل
سر چہ کہ تھا کتا کہ کور	ہوتا تھا پسر صدف سوار	کنا تھا کہ جو تری مناب	دل کا وہی لپے دلب
نظور نہیں خلاف حیرا	دل تاکہ تھو سے صاف تیرا	اسکی تو ستر آگے تھی	پر اس کی ہدی ہدی تھی
در حجرہ گل وہ غیرت ماہ	تھی باد صبا کی چم براہ	تا بخور سے وہ جبار لاد	تا گشت سے یار لاد
تھانہ پچھو سرور بیل	دوسری گاتی تھی وہ بیل	آئی بھی پیش باب ٹوکا	اشک کھونٹ لپکے ہر دکہ
ہر جگہ بد و دغا و دغا	خیمے میں کوس تھی تصویر	تا کہ ہوا سے راز پیدا	او عشق نہان ہوا ہوا
لکھی تھی وہ کافر مہر	خبر یافتن مجنون از شادی لیلی ہمارا	بخت لایں سلام زبانی شتر سوار	نے با پکا درتے تھیں شوہر
انشا کن حبال مجنون	مست سے غرقِ انور عشق	جو مالہ نہ تھراہ کوئی	یوں گئے ہے وہ غم کا شکر
یعنی وہ شہیدِ خیر عشق	مست سے غرقِ انور عشق	جو مالہ نہ تھراہ کوئی	مستانہ چکر تھا سیر کرتا
ہدم نہ بغیر آہ کوئی	جو مالہ نہ تھراہ کوئی	شوریدہ وارنہ دور	سرورہ خیل سینہ ریشا

آتشکشی با سپه سیه انداز	جز یاد سپه سیه محرم راز	رکعتا قناده در وقت منظر	بالین پر رنگ خاکستر
کلی قد سوار دان بختا	مجنون کو که قصه کھایا	بولایان بس غمگین ار	کاست در خم و بیخ غم گر خوار
تیرای خیال مک که در غمت	کسی بی ای کچه تخم خیر	تا چند خون عشق و سخی	تا چند حدیث و صفت پستی
کشتن فای تو بنی که	جوب سو سو فاسم سے	کیا طفت لکھے ہے آشنائی	جیسا قد بود رخ یوفائی
دل تو نے دیا ہے جیکو اپنا	احوال بھی کچھ سنا ہے ہکا	لب تیری وہ کافر آغیا ہے	ایں دروان اشیر ہر شاہ ہے
مستی تیرا ہے کیوں ہے پشما	شوہر ہے وہ اپنے ہم آتش	یازن خم سے قنار ہو رہا ہے	اولان پس کنا ہو رہا ہے
گوئی اندر ہی پاکو تو کہے	پھر کا ہے کو بیو فاجر ہے	اسی تھوے جیسا اسے یوفائی	کیا ناندہ اس سے آشنائی
زن بافت حد نہ تو	زنی حد میں ستوار کم ہے	دن فتنہ کو کو بیو گد ہے	دن قابل شیخ اور تیر ہے
لے کو کو فانی میں کر میں	جز کو کو فانی میں کر میں	سن ناقہ سوار سے یحییٰ	آگے سے ہوا زیادہ مخزون
مہرنگ سے اپنے پنا مار	خون سے ہوا رنگ کھار	نوا جو کھار رخ آسار	چھل چھلک ہوا بدن آسار
رخسار وینک سرور کون	پشت پہلو میں کھاو پکے	کسل سے کیوں جین جھوٹی	اک ہو گئی آبخار چھوٹی
کیرے ہو یا ہارہ جو گلی	آیا وہ فغانیں جیسے بل	مارے گئے ہفت آمان یک	ہے سچ یہ کہہ سیر کھار کھا
احوال سے دیکھو حدی	تقریر سے اپنی نقابشیاں	کھاو تم بحال ذرا مجنون	یوں گئے نگاہ چشم پر خون
کے دل شدہ اتنا خوش	دوایت میں ٹھکو ہو گیا	جو کچھ میں کھا روخ قنادر	جون حن کہے ذوق قنادر
کر عفو ہوئی جو کچھ تو	معتدک وہاں خلوت تو	یعنی وہ سر نقاب بست	ہے غم سے تر ہی دل شکست
تیرا ہی خیال اسے ہے	دورات ٹال اسے ہے	بکھتی ہے وہ بہیم تر ہی	کئی نام سے تیر ہے وہ آرا
شوہر کے وہ گھر کی نہیں	شوہر کے وہ کچھ ہے برادر	شوہر سے نہیں کو کچھ	میتھی ہے وہ ماندن توانام
جوں و زنت وہ ہوئی بود	ہے شوہر ہر کا گرچہ گلشن	گلشن سے تیر ہے کو وہ	ہے دل پہ جولا زبان تو داغ
احمد اسکا جو تھوے ہے کج	اس اندر ہے کو کھلی ہے	مجنون سے ہو پھر ہی پھر	در حالت اضرب و تخی
سودش ہوئی انکی شاکم	پایا ہے جو تو تم دل سے ہم	اسیر میں حال سے تھیں	دجا تھا سدا وہ ال تھیں
برقدی یاد کو کجی یاد	آرا قنادر عاشقانہ فراد	کستا تھا گویا برین عبادت	ہے ناقہ سوار کی شرارت

اور قیس کی دل ہی شکر	ناگاہ دل سے وہ ملاوے	گو ہوسے کوئی شوق یلی	ورسہ نہیں طوق یلی
رخسار رنگ کسان تھے	اشک ٹھوسے کے جور خان	دیتا تھا وہ دل کو بوس تلی	حاصل کیا یاد حد یلی
اور اسکو خبر تھی کچھ سواری	زبان شکایت مندوں مجنون	باطلاں نکاح یلی	جہاں تھا وہ نہ ہا یہاں یلی
میدم ہوئی لیے بند شوہر	یعنی کہ وہ بیٹھ من پر	پے ظم اسکا یوں ان ہے	جوجہ طراز دان ہے
وہاں تھی جی ہی تھی جی	پر شرم سے لب کے غی خان	نظر جان میں اس کے عم غی	تھی واسطے قس کی غی
گنگ ٹھی اک در اکو آتش	سن حوت بھج کو کبیا غش	لے تین خیر سے پائی	مجھوں جو وہ اسکا خدا لئی
تو زبان شکوہ پرورد	تھا یوں خیال بار ملنا	بہوشی سے وہ ہوش آیا	خیر سے جو خون بوش آیا
کہہ رہے وہ الفت یالی	کہہ رہے وہ ربطا خانی	ہے تھکو تم بجان الفت	لے دشمن قاتان الفت
جو تیرے ہو گئی تو اوس	کیا تو نے کیا یہ کھوتے خوش	کچھ تھما میں تھکو و صفا باز	دن اگر ہے ہوتی ہے وغا باز
وہ جانے کہ جس کا دل تھی	یار تھی کا مزا ہی کچھ جال ہے	یوں ہو گئی تو ان کو ہیرا	کیا کیا دیکھتے تھے تیرے ساتھ
چکر تھی وہ ازل خانی	کر تھی جی جو یوں ہی ہوتانی	والا الفت رشتہ کو توڑ	تو نے کچھ جی بون پا چھوڑ
اکبار کر گئی قطع ہو ند	جو چھو سے تو کہے کہہ دو گند	یا خدا نہ یہ گمان کیا تھا	جس دن کہ تیرے گود لیا تھا
اب کھو تو کسی ہے ہم خوش	مجھوں کے لئے تو تھی سیہ پشا	دیو گئی بھلا دفا کسی کی	ہر جا دیگی آشنا کسی کی
کہہ رہے وہ بھلا بھلا	کہہ رہے تو امد حال ہوتا	کہہ رہے وہ مائدہ واری	کہہ رہے تیری وہ سواری



خفتہ نے جو اس کی آنکھ گھیرا	ہاتھ اپنا سر پہرے پھیرا	مجھ کو نے جو غش پہ چشم کی دا	یالین پہ منہ صیف رکھا
در حالت ضعف ناتوانی	تھا بر سر طعن دہر بانی	اتنا جاناکوئی بشریت	جانا نہ کہ یہ مرا پر رہے
سیران ہو کہا کہ کون ہے تو	آتی ہے جو تجھے اس کی	ام اپنا بنا کہ تاقین ہو	دل خاک کے جدا کر کہیں ہو
بر نادرہ کہ میں تو اپدہ ہوں	دیوانہ الفت پس ہوں	یہ سب کے پد سے ہم ہفت	بر دیارہ بیان رنگ پر جوش
اشک پد اس گرم تر تھا	دہ گریہ میں اس سے بیشتر تھا	جہ پچھے دو دین ازادی	اور کو چکے حب پھرادی
رکھا جو پد نے چہرہ دہر	ایا اسکو برستہ دہر	ابدا سے کہ یہ کسی صحتی غار	ملک جان پہلہ ہم کو دہر
کما فائدہ نہ کی شے گئی	اس ہو چکی عمر وہ دہی	دو اپہ اگرچہ شغل عشق	پرا تپے چند روزہ پہ جوش
بر جہاں جان کوئی خنوں	اس مرے ساری عمر بخنوں	بابا تو نکال تو ہو بخنوں آ	بس کر نہ زیادہ بھگوروا
دیکھے گا کہ کس کے یہ رنج	ہو دیکھا نہیں میں فتنہ رنج	تن میں تو کچھ اہنیل ہے	دہ جوش وہ دلو لہض ہے
یونہی گسیختی آتا ہے اس	کیا شہر میں بھوکہ نہین چل	ہو تپا ہے ہر کوئی غم کو انجام	ہو تپا نہیں روز تپو کوئی غم
میں بر سر رہ ہوں تو بیابا	میں پیش قدم ہوں تو عصا	شائستہ ہے اب ساری جا	میں دہرہ اصل ہوں بیجا
انجام کو کام کے سمجھنے	بر باد پد کھر کو مست ہے	حیوت نہ در میان نہیں ہو	کیا کا نہ جو غم و رنج ہو
میرا سب ان زد ہے تیرا	جل گھر کو ذرا کہ گھر ہے تیرا	فرزند پد کی سن نصیحت	سہر چہ کہ تھا جان سخت
جائے تھا کہ صبر پر رکھ دے	لوئے نہ زمین چھپے سب	یادیں ہمارو دیر سے	کھینچے نہ وہ آہ غم جگر سے
کر تا تھا جو دین قصد نہا	کرتا تھا چہ عشق ان خواہ	گر تو نے قدم رکھا ادھر کو	کچھ گناہ مارو پد کو
پھر تھکا جاتا میں اس	رکھو تھا تو میں کا وہ تعلق	مگر یہ سر و ش عشق کی غل	بولایہ پد کو وہ بہ احوال
لے باپ میں سن چکا ہے	تو دہ کو جا کے کر وصیت	ہر چیز کہ تو سران بھیرا	پر کھینچ میں لکھاں بھیرا
ہر چیز تو ہے مرا خواہ	مقدور نہیں اس کی کوئی	جائے ہے تو یہی بہتری	میں جا ہوں تو یہی بہتری
جو بات تری اگر چنانیک	اپنے میں نہیں کیا کروئی	کیا بھگو کر ہے تو زور	میں شوق ہے ہوں قلیل
اشع ہا اگر تمام عالم	میں ہوں ہر زمین عشق کا دم	گر دے فراق لا کھانا	یہ بھوت نہ ہو سکے کھانا
بیشلی سے دل تہی کر دینا	اور چاہے کہ تو تہی کر دینا	ہو یاد نہ جس کو کل کا کھانا	کیا فائدہ اس کی آہ

تو اور تک چھوڑ کر رفتی	جانوں کو تیغ مران ہے	پر حال اپسر تو خستہ تر ہے
ہے کوئی جا مقام تیرا	تو اندر میں تجھ سے ہونے کو	اپنا بھی تو ٹھکوکھجیوں میں
کیا جانے میں کس مقام میں	بے شمع حال حسن اسلی	آگہو تو در اندر میں نسلی
غم تھانہ تو چہ نہ میری	دوست میں ہوں ہی میری	میں ٹھکوکھاختہ مہروم
وہ آدم سو میں کچھ فرمند	کیوں میرے لئے ہوں شکستہ	تو جان کہ مر گیا وہ خستہ
کیا مرگ پر د کا اسکو ہر غم	کتاب ہے تو میں نے سر راہ	تو جان میں دہون ہیں راہ
پر ٹھکوکھا تو اپنی ہی پوری ہے	کتنی نہیں ہوش فزدگی	ہے یاں ہی چاشنی جنونی
مالوس آں مدن پر مجھوں تک نہ	و جان ہون غم میر	میں آئے ہیں نہ در خاک
در عالم خوار می تباہی	ہو کر کے دوار عیادانی	کی قطع امید سے ناچار
سُن نمرہ الوداع کو	کہہ کا جو اک بخار اٹھا	پر آنکھ کے نہ دار رو یا
میش زمرے کے نہ فریادی	لے لے پسر میں تھار ٹھیا	تھکوں نہ پر کار دست پایا
کچھ باب کی بھی کچھ خبر ہے	لے لے کا پسر میں لنتی ہون	آواز دنت جاگتی ہون
خدا پر ہی امید راحت	لے لے کا پسر میں لنتی ہون	یون ہو تو خوش ہون
یون آپکو خاک میں ملائے	جو مالکی رہی نہ یاد ٹھکوکھا	لے لے باب کی اتحاد ٹھکوکھا
رخصت تھو اور یہ تاجدار	آیا گھر اپنے دل شکستہ	رخو در تباہ و توار تو سر
ہاں ایک کھو میں زرد ہون	سج ہے جو پسر کا متلا ہو	وہ آخر وقت یون جدا ہو
تھاجر کا شیشہ خون لے تو	کہتے ہیں بحال ناتوانی	تھا سا کن گنج دیر فانی
کائے تعالیٰ نے اپنی دقات	جو نہ راجل کماں چھوٹا	اور شیشہ عمار کا چھوٹا
آخ کو یہ ہو سکا بدلت	ہو کر کے غم پسر سے بیاہ	یون ان ہی ہی دلی ویکار
اتھ نہیں لے سکا جاں غم واد	مرگ اسکو ہے عیش ومانی	کچھ تھو اسکو نہ لگانی
ساتھی تھو غم کا چھوٹا	دل اسکا شمار میں تھا	دل اسکا چھوٹا میں تھا
تو اسکو کہہ دے کہ چھوٹا	دل اسکا شمار میں تھا	دل اسکا چھوٹا میں تھا

مہربان تو قوتِ حرم کی ہے	تا چند وہاں حرم کی ہے	ہر ایک سے سب کے جنگ	نہیں تو بھی دلا کر دیکھ جنگ
سیاہ لگا تھا ہر خیر	کسے ہیں کہ ایک شام	نہایت تہمت وہاں خالق	پیر کے شراب جام ساقی
میں نے لکھ کر لکھ کر	صیاد لکھ کر لکھ کر	تھا تھا پرش خاکِ سخن	بگوستہ اور دندہ خون
لیلیٰ کے سوا ہے کون تیر	مے مہم شیر و گودہ	وہ تو تہمت بانِ خالق	ہستہ و سحرِ شمشیر
ہے ماضی سے سرکشیدہ	تیرا ہر حال نور سیدہ	یہ کچھ ہی جان لیوئی	تے اگر ہے لکھ لکھ
افسوس ہے تیرے سر کا	رہ زندہ تو ابنا پر گر	ہے تنگ قبیلہ خجما لوی	خود را لی میں قیدِ عمر کوئی
دیکھ اسکو ہر کھنکھار دیا	من بعد وہ سو گوار دیا	اک لکھ تودہ پیرا لکھ	مجنون سے نقل جانگوس
تا گور پیر گوارہ بیاب	پھر قتلہ زمان پر لکھ	منہ اپنا اس لکھ لکھ	آج جو یہ روز تیرہ در پیش
جباب کی گویا ہے	آکھ موافقہ انوش	کھ لکھ پر گر گوارہ	بود و رہے دیکھ گوارہ
کھ کو چکا زمین پر	کھ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ	پایا ہے قمر کو کیش
لکھ دلے ہوا تیرے	سیاہ پوش شدن لیلیٰ	سیاہ پوش شدن لیلیٰ	نہ تھا تیرے کھ لکھ
مجنون کا پیر لکھ	مرگ پیر مجنون و طلاق	مرگ پیر مجنون و طلاق	سیدم کہ کیم اندر پاک
یعنی کہ ہو تیرے	لیلیٰ نے سنا جہنم	خویشی قبیلہ مغربہ	کھ لکھ لکھ لکھ
شوہر کا حجاب لکھ	بیشی بغوان نامہ	منہ اپنا لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
کی خیر جہنم لکھ	ناخن سے لکھ لکھ	اس لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
نہ سو کو ساقی لکھ	نہ لکھ لکھ لکھ	نہ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
اور شدت آہ و جوش لکھ	شوہر دیکھ لکھ لکھ	تھا اس تو آہ و جوش	کھ لکھ لکھ لکھ
ہوئی تھی زیادہ گرم لکھ	لکھ لکھ لکھ لکھ	دیکھ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
تیرے ہوئی قید بام لکھ	بہر لکھ لکھ لکھ	لیلیٰ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
ہوئی لکھ لکھ لکھ	دال لکھ لکھ لکھ	دندہ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ
نہ لکھ لکھ لکھ	لیکن لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ	کھ لکھ لکھ لکھ

ساتھ اسکے تھی اکاں ہارہ	ہو جیت قریب مہ ستارہ	تھی لیلیٰ کے دلین کی نظم	پاتی تھی وہ دلبر کی تسلیم
لیلیٰ کے قبیلے میں تھا اک مرد	رکھتا تھا وہ دلین میں شکار	لکے تھی نام اس کیب زید	تھا اسکے وہ دم عشق پرین
تھی جیت پڑھی اسکی وہ بے خبر	یعنی کہ وہ شفیقہ تھا بے خبر	لیلیٰ تھی وہ گرینا توانی	تھا عشق میں بھی تھی توانی
ہوتا تھا ہوشہ صبح کا ہی	اس کو بچہ نافر کا راہی	جہا تھا اسید اک نگہ یہ	بہر وہ رخسہ حال اور
لیلیٰ کو زلیکب خبر تھی	اور حالت زید پر نظر تھی	اک ان وہ ہمارا نافر دست	نکلا وہ شراب حسن گلست
لیلیٰ نے ہلا کر کہا کہ زید	بے خبر تو دام میں صید	تو کس نے اتنا جان بلیج	تجھ سے یقین بہت مجھ سے
ہو بچا دے اگر تو زار بخون	کتوب مرا بسو بخون	تجھ سے ترادوست میں لادون	اس کا تھکوں میں صلا وون
سنے ہی بہ جوت دید لگوں	بولا کہ نہ ہون نگا تیرا منون	یہ کام نہیں کچھ اتنا دشوار	میں خود سری ہوں ناچار
خط لا مجھے داکہ بچا میں	ہوں بھگتا صد سب میں	لا دیا ہوں تیرا لبا و کام	اوتا ملے تم خراپے دس کا

نامہ فرستادن لیلیٰ پیش بخون بدست زید و آمدن بخون



یہ نام پر اسکے نامہ آغاز	جہ ہے کف خاک کا چین ساز	بے صفحہ خاک رہباران	روح ورق پر ہی نگاران
ہے اس نایش آج کل کی	کچھ ہے وہی ہر ایک کی	رنگ گل و زلف رہے وہ	ظفر کش تو بہار ہے وہ
بہمن کا ہے روز و ان	ہم عشق کا ہے نفید خوان	ہر کام کی ہے اسی توفیق	تعلید ہے اسے زود تحقیق
تسید کے بعد سوے مجنون	یوں اسے کیا خطاب مضمون	کلب بخیر از طریق الفت	مے بادیہ گرد دشت و دشت
ناخوردہ شراب وصل مدہوش	سودائی خانان فراموش	لیلی کی بھی تھک چو خبر ہے	مجنون تو اسی شہر پر ہے
شہر سے تو کر کے بیج دئی	ابا اپنے مقام پر ہوں آئی	پر مرگ پدر کی تیرے سکر	رہ رہی ہوں سرانہ دھنکر
تھک چو پدر کا غم ہوا ہے	یہ مجھ پر پڑا ستم ہوا ہے	تو غم سے پدر کے زلف و ان	دل تیرے لئے فکار ہے یان
تھا تھک تو یوں تیریم ہونا	آدے ترے حال پر نہ رونا	آئی تو اگرچہ یونین بار	پر دل ہے تیرے فراق زار
صحت مری کھی خدا نے	یا گریہ شبے یا دعائے	از بسکہ وفا کا تھا زار پاں	دیکھانہ گہرے رکھو الماس
صد گو نہ رہا حجاب مانع	اور شرم کی تھی نقابین	میں اسطے تیرے ہوں یان	جاتا نہیں پر ذرا ترا خط
میں تیرے ہوں غافل نہ دیران	تو طائفہ روضہ گلستان	میں خستہ اسیر حلقہ غم	تو حلقہ پاگستہ از ہم
تو سوختہ جان بدگمانی	من ساختہ غم کہ دانی	دل میں تیرے ظن ہوں فانی	میں کشتہ تیغ آشنا فی
لیلی وہ نہیں تیرے جی میں	تو سامنے میرے اسی میں	ایہ دست یہ مدبری کلک	یان پہونچی ہے کارہ استخوان
آجانی دشت جنون کو	مست غرق کر دے غرق خون کو	رکھو نہیں کمانک تر می اس	بٹھا ہے نہیں بفرج کے تو پاس
ہے کون اگرچہ میرے جی پر	رحم آئے ہے تیری بکسی پر	غمنوار تر از بانہ افسوس	اک میں تیرے تھپنے سیر و کویں
کھانا تھکے اب کھانا کون	پانی تھکے اب پانی کون	اب کون کو وہ نہ جاکر	شفقت کی نظر کر گیا تھک پر
مادر ہے سو تو درد جان لڑے	جینے کی امید اسکو کب ہے	مہمان ہے وہ بھی کوئی دم کی	در پیش ہے راہ سے عدم کی
اے در غم عاشقی فسانہ	خط پر حکے مرا تو ہو روانہ	آج کلکہ منتظر ہوں تیری	آئی ہے یونین جان میری
آزردہ ہوں سب اتوار تو	آوارہ پھر گیا تاکجا تو	فرصت کوئی دم کی ہے غنیمت	وادیدہ ہم کی ہے غنیمت
سوغات تو بھیجتی تھکے کیا	کاسکو ہے تھکوا سکی پروا	پر ہاتھ سے اپنے کی جاسے	بھیجا ہے میں تھکوا عامہ
تھکیری بہنگی کا جو شور	تھی شرم سے شوک میں بھیج	دزوات لہو پڑ تھا پینا	دشوار تھا چاک رکھنا سینا

گو سورج رشتہ رو بردھتا	پر دشمن جان دویدو تھا	پہنچے جون ہی یہ بلس میرا	تو پہنچو کر کے پاس میرا
جب بعد تلاش وہ جگر خون	پہنچا در سیر گاہ مجنون	سر چند ادم اور دھ بھرہ	سر گز نہ کہیں نظر پڑا وہ
آخر کو تیرے سوار	پایا اس مردہ سار سار	تن زخموں کے تمام خستہ	رنگ رخ دل بھی تھا شکستہ
نے تاب نہ تو اسے اور میں	اک سدر حق ہی جان این	افتادہ بغیر خاک ہند	چن بتر مرگ پر ہو بیمار
ہاتھ اسکا بڑکے جو جھنجھوڑا	آیادہ ہوش لیک تھوڑا	خطا تھیں ان کے رکھ دیا پھر	سکھا پکار کر گیا پھر
یعنی لیلی کا ہے یہ کنو ب	پڑھو اسے مگر ذرا خوب	جون زید نے خطا دیا یہ جا کر	وہ نگہا آنکھوں سے لگا کر
پراسے خوشی کے کئے اجبت	افتادہ پائے زید چونست	مجھونے پڑھا جو خطا کا مقبول	بشاش ہو اکمال مجھون
پھر پڑھکے بان چرخ دوار	صدقہ ہوا نامہ بکرو بار	پھر جامہ چودہ میان میں آیا	لیکڑا سے اپنے سر چڑھایا
رخ رکھ دیا اور چین لگائی	آنکھوں سے وہ آستین لگائی	یعنی کہ یہ رخت زندہ گانی	ہے دوختہ کف خلائی
پھر زید کو لیکے اپنے ہمراہ	حسب اطلب نگار درخواہ	باز و شکوہ و باد شاہی	نے فوج دوان ہوا وہ راہی
لیلی کی طرٹ جلا صبادار	وحشی کئی ساتھ گرم رفتار	شیر و سنگ آہو اور خوش	تھے اسکے غلام حلقہ درگوش
جون سوزش گرد باد صحرا	غوغائے عظیم ان سے پیدا	خورشید تھا تاج اسکے سر کا	اور سطح دشت تخت زر کا
تھے وحشی دشت لشکر فرج	آتے تھے چلے دھج دھج	مجھونے نشاط تازہ پیدا	چہرے بشاشت اک ہویدا
مانی ہے کہ مر کو ہو قلم گیر	ملاقات دن مجھون بالیلی	دیر گزشتہ تھی گفتگو	دیوانہ کی ہے یہ حال تصویر



سیراب گل اسکار احمد	آنکھیں خشک و لرزل اب	موسر سے کمر تک کشادہ	پر شانہ نشین افتادہ
عقین اگر دے جو بنگہ دہا	تھا ناخن و حل شانہ بیکار	آنکھیں جو موسر دو تھیل لال	لائے کو کہیں نہیں تو ہے کیا مال
خاکستر سودہ گردن تھی	اک لنگی ہی پوش بدن تھی	جو گٹ سے بجا پوش کا تھا	جو گئی کی دھکیل بن رہا تھا
دھنکی گو اسکے تھے ملوین	یہ دھنکی عشق اپنی روین	باؤن میں ثبات بلکہ تھی	ہر ساق زلف و صنف ہم تھی
دہ راہ یقین قدم رکھ تھا	تھی نقش قدم میں لغزشا	تھی موج نیم اس کو شمشیر	لنگی تھی ہوا بیکو جان تیر
ہر چند کہ تھا زہیر بار	ہو تو بھی سوز اناقلے یار	اندیشہ حیلے کم نہیں یار	آؤ کہ انیس ہم نہیں یار
لے تھا کلب سکی باہ کوڑ	چھوٹے تھا کلب اپنے ساتھ کوڑ	جاتا تھا بصد شکوہ و خوف	یہ قافلہ طرہ کر تا
منزل ہوئی رفتہ رفتہ چٹ	یاد آیا اُسے قبیلہ رے	ناگہ چونکا کر کے دکھا	لیلی کا ہوا نمود خیمہ
یعنی نظرائی اک سیاهی	رخصت ہیں اسے جان چاہی	آبادی شہر کا نشان سا	کچھ بچہ سا اور کچھ دھواں سا
پہنچا جو قریب شہر محزون	باشندوں کا دل ہوا خون	دشمن کے درندہ کے ہونا چا	گھر چھوڑ گئے سب اپنا کبار
انہی سے نکلے اپنے لیلی	اکبار سیوی قیس وری	نے شیر کا ڈر کچھ سکھو آیا	نے گرگ کو زن نے ستایا
یار اپنے سے وہ بہت پیش	بہن جاتے تھی گئی ہم آغوش	لگ کر کے گئے سے زار و دی	آہستہ نہ بل پکار و دی
محزون پہ ہوئی ذرا علات	طاری کی سکتہ کی حالت	پھر دونوں کو غش ہو لیک آیا	غش نے وہ لطف ہی مٹایا
نے قیس رہا بخود نہ لیلی	گردان کے پہنشتہ دھنکی	رعبا رکھا جی حیثیوں نے	لیلی کو نہ غیر قیس جانا
اسکی بھی رہی بھالاری	سب صرف بام پاداری	پہنچانہ گزندہ کسی سے	گواہ لکھن تھی بھی سے
از بیکہ بردن خوشی تھا	تلو دن پر اسکے بوسن تھا	گستاخ نہ تھا لہجہ جبین پر	سجدر سے گیت دہ تھا زین پر
آنکھیں کہتے پاس دے تھے	کہ سر کو دھکر قدم تلے تھا	دا ہو گئی چشم ناز لیلی	اور قیس کے ہو گئی غشی سی
یہ بھی گنگے سنے ہوئے منظر	آنکھیں محزون کی نشت پاپر	یعنی کہ جنوں عشق و سودا	تھا دونوں طوط کا زفرما
تھا شفیقہ گرچہ قیس سیر	پاتے تھے سب سکر شفیقہ ز	جون جن کہ ہوئی غشی کی	تھے رفتہ ہم دہ عاشق زار
دونوں کو زہر کہ تھی محبت	یوں ہی رفتگی کی حالت	جب زید نے ماجرایہ کیا	ان دونوں پہ لا کلاب چہر کا
اٹھے جو ساتھ دونوں بھرا	محزون نے کہا کہ لے ہمہ ناز	دیکھا کچھ تو نے کیا کیا میں	لایا حق عاشقی بجا میں

درین تری بت پر تو را	آخر کو تھے بھی ہو دیو گدا	اگر کے تھے مجھ میں بات	رہتا تھا میں سے اگر کتا
جڑا نہ تھا شفیق میرا	جڑا نہ تھا رفیق میرا	آرام سے میں کھی نہ سویا	جاگے ہی نہ تھکتا غصہ گویا
توین قیادت کے بت ہیں	بستر مرا خاک رنگ ہیں	نے باغی سرور با کھائی	نے سائیں میں پناہ پائی
روشنیں باہر سے ہر جا	حرشید گاہیک سر پہ پایا	کھانا تھا زبانی تم میں تیرا	کھانیں نہ تھے میں غم پر
ایا مجھے جگر حیدر کا جینا	ہر چشمے سے آسائرم جینا	در حالت حیرت میری آیت	مصر و نہ تھا ہجر نبات
ہنگام دفعہ سیرای	کرنا تھا میں جبکہ وایا	تھی حال سے میری خلق گاہ	پر ایسا نہ تھا کوئی کہ مٹا
شک کو تھوکتا میرے دل کا	منہ پر سراسر تین کو دھڑکا	پیشے خدا میں سرور و سرنگ	ہو میری زندگی کا تھا ننگ
کوئی تھا نہ جو سر کو تھا لیتا	تکلیف مجھے اس قلم میں لیتا	پچھتے تھے جو ان میں کھتا	اس وقت یہ تھا نہ کوئی غمخوار
نا افسر سوزن محبت	ان را در کجاست چنان شدت	نے آج طعام سے میں نہیں	نے بختہ و حمام سے میں تفت
قصہ غرض میں غم رسید	لذات جہان تھا بریدہ	آرام کا میں نے نہ دیکھا	راحت کے کہنے میں سے نہ کیا
عشق میں تلخ زندگی کو	ملا ہی رہا میں نے کسی کو	خست میں میرے ہونے ہی تھی	ام و کم کی نہیں کسی تھی
میلی نے یہ میں تین کی گیش	بولی کہ لے نہ گیش خاشاک	تھا جوش جوش تھکے تو خفا	بے زدیہ نشان عشق مضبوط
سو میں نے کیا کہ ہو کے خاموش	چپکے رہی ہی میں کماوش	یہاں آکر ان ٹھانے تجھ سے	جو میں نے کیا ہوا نہ تجھ سے
عشوق تو میں عشق زار	دھوی ہے سیکر تین ہزار دار	دل شمر سے رک گیا جو تیرا	سو جی تھے راہ کوہ و صحرا
جب تھک کو قلم ہوا زیادہ	دریا کی طرین کیا تو بہا وہ	وان نالہ راہ کر کے رویا	یون توں لغبار نہ کا دھویا
ہم دم کی ہوئی جو تھکے جوش	یون نے اٹھائی اپنی کاوش	میں کہ بوجھ میں صحرا	سر نہ تھکے خلق کو کیا ہوا
تو نے خود رسیدہ وحشی	ہر طرح سے اپنی کی تسلی	شکل تھی جو تھکے تھکے کیا تھا	اندر تھکے ہر ایک کا تھا
آگاہ نہ ہو میں تون ہر دم	جہر کئی تھی میں ان مہم	کر سکتی نہ تھی کبھی میں ہنسن	رسوائی کے ڈمکے نامہ الگ
اشک کھونین آگے جلتے تھے	اخلاق پر کھل جلتے تھے	ہمسانہ ہو چکے تھے میں تیز	تھکا ہوا نہ کہ نہ یہ میر
حاصل کر دیکھ غصہ خلق	بچے رکھتی تھی بنائیں خلق	بے حوصلہ چپکے کہہ کر کو	کو حوصلہ پر میرے نظر کو
نہیں تھے عاشق سے کیا ہے	کچھ اور ہر مقام عشق کا ہے	کچھ ہے صلہ کا عشق چاند	اس پر تو نہ ہونا کوئی فیروز

جادو رقم سیرت عشق	بخانہ برون دریلی لیلی راوجان دلیلی	یون کھے ہے اک بیت عشق
یعنی کہ یہ لیلی جگر خون	کرنا تھا جو ذکر عشق مجنون	تھا تو کن بانہ اسکی جاری
لیلی بھی کر اپنا صبر نثار	کرتی جاتی تھی اکا انکار	ہو دست نعل گرئی اکبار
ہاں لیلی کی ہوا سے آگاہ	آئی تیراں نہرہ چونہ	خفہ نہ کیا زرد و ہاں کا
انداہ عشق چشم پر خون	دیکھی ہاں لیلی اور مجنون	محل میں اٹھائے اکو ڈالا
پھر بیک سوز ناقہ آگاہ	دی اسکی زمام سے تر گاہ	بیٹی کو وہ اپنے کھڑے آئی
مجنون کو جو آئی پھر افاق	ہیں کھوئیں پھر کئی قیات	اک ہول سی اٹھی جگہ میں
اُسوقت میں ہونے سخت بیتا	بولادہ خیال تھا کہ سینہ خوا	کی شکوہ بختے زبان
اکے بختا پنجہ عشوہ داوی	خوش داغ توام بدل دای	ا تا زجہاے بھر فریاد
آنکھوں سے کھریاں جاری	ہوں خستہ زخم بیکراری	یاد اسکی نمک ن جگر ہے
تھامیں تیرے ہم آغوش	کیون ہوئی ایک بیک روپوش	فریاد زردوری تو فریاد
وہ خود ہمہ ناز دلبری تھی	یا لیلی کے ہمیں تین ہی تھی	اور رگیا میں چشم گریان
ہوں از سر نو قسم رسیدہ	جیتا ہے کوئی وصال یہ	کس طرح پھر اس جی جلیا
ہر چند کہ پھر بد بلا ہے	پر وصال کے بعد جانگزا ہے	دیکھا ابھرتی بان عاشق
کہتا ہے یہ وہ دردمند نیا	مہراہ درندگان صحرا	رخسار و نیپہ خاکاں مودی
دستی غم کا فائدہ سنتے	جاتے تھے چلے پسر کو ہفتیا	تھے سب دامن دیدہ پہنوں
لیلی کی کھلی وہاں میں آنکھ	وہ ہارے اسکی شریکین آنکھ	وہ بیخ و ادم کیا گوارا
کاش لگی ہو جی ہی جی میں	سو بھی لے مرگ آری میں	حد اسکو پہنئی ملاوت وصل
غم قطرہ جو تھا ہوا وہ دریا	تا آنکھ پہنئی دق اسکو پیدا	ہو تپاے نہاں میں عشق مشو
تھی عشق میں جم جیا بھی ہمارہ	کر سکتی تھی وہ زہر لبہ	پی جاتی تھی اسکی نین لاکر
تھا اسکو زہر کہ ضبط سے کام	تھاے ہی کھی تھی دکنو نا کام	رخسار و نیپہ رومی آئی تھی

تو صفت ہو گیا تھا کر وہ	بستر پہ پڑی تھی زندہ درگداز	از بیکہ گئی تھی بال ہی نہ	سے ملتی نہ ہی وہ خستہ کردت
جان لگا ہو پیرا کر ہی تھی	اس پر غم دوست کھا رہی تھی	دیکھتے تباہ اپنی حالت	یوں بات کما کہ ہے صیت
کے اور ہر بان میں بیمار	جو وقت مروں بجائے	ہاتھ اپنے گلے میں الٹا	تو کھولتے سر ہاں میر
رخسار وین سے میرا غم رکھ	ابرو میں اس طرح سے غم رکھ	کہ سرمہ چشم نور رفتہ	خاک و قیس غم گرفتہ
کربے سے رنگ کی فزائیں	ہم خال قہقہے نمایش	ہر رخہ ہو جب مرا حنائی	فندق کو لطفت سے صفائی
تا بوقت مرا تراش ہو زون	از چو نہ دخت بید مجنون	پھر کر کے کفن شبائے لال	میں چھپا تو سیریاں
یہی بہ تجل تاحی	جس طرح سے کہ کیا نظا	آراستہ کن عروس دارم	بیار خاک پر وہ دارم
سکے وہ درد مند مجھ	یہ حزن کہ سلی بلہ زحور	کر کے دداع زندگانی	دنیا سے گئی بہ سخت جانی
یہ سکے مرادہ کشتہ غم	باحال تباہ و سودر ہم	لے لشکر و حنین صحرا	آوے سو شہر گرہ کرتا
بیاں چلے تھا تا بوقت	دوش اپنے پہ خود اٹھاتا تو	جادو کو خواگہ وہ شیدا	ہر گام پہ غم کا نور چھتا
اے نہ وہ خود تو تو بلا کر	یوں کچھ بیان مرگ ختر	قیس وہ تیری سلی نادر	تھی غم سے تے سدا جو یا
وہ جیتی تھی تیری آرزو میں	وہ مرگئی تیری تجو میں	تیرا ہی رہا خیال اسکو	مرنیکانہ تھا ملال اسکو
وزرات رہی وہ غم کی تھو	تیرے ہی لئے حریف دلگیر	صادق تھی وہ تیری عشق	لکھے تھی کمال صادق بین
تھی اسکو جو تجھے انس جانی	لب پر دم نزع تھا فانی	یامد کلاب بھی دست خاک	تیری ہی میں ہے وہ غمناک
پھر کہو یہ اُسے وفادار	تو جی کہ ہوا وہ تیرا بار	یعنی کہ فراق دیدہ بیلے	پر چہرہ زمرگ خورہ سلی
سج و دجن جھلے چھوٹی	جی لگی اور بلاست چھوٹی	پھرتی تھی چشاق چلا	ابا سپہ پڑھے تو وہ خاک
تھی جو گل باغ نازدخوی	ابا وہ سزل سینہ کو بی	تھی حسن پہ جکے خلق منتو	ابا وہ زیر خاک مدفون
تھا جکا کر شمشاد کا انداز	استودہ ہے خود دسر بستان	تھی جو خفاں لے غم خطر	اب کج لحد ہے اسکا بستر
یہ زمانہ تجو میں	وہ مرگئی تیری آرزو میں	ساتھ اپنے وہ بیکہ راغدا	دنیا سے گئی بنا صبور ی
سکے اگر کہ وہ زادی	تو کچھ اس کی غمگساری	اشک نکھوں سے اسکی کچھ	رخسار وین اسکی جھار کھاتا
کے اسے بخیرش بیانی	کچھ سخن جہان فانی	یعنی کہ جہانکی ہے یہ راہ	کیا فائدہ آپ بہ ناراہ

ہونا تھا جو کچھ ہوا تو کبھی	ہر چند کہ صبر تھکے نہ بھر	بس فنا کے بند کرب	یہ زمرہ مت بلند کرب
کرے سب بربانی ماطلت	بس ہو گئی اس جان بخت		

آگاہ شدن مجنون از وفات لیلی و گریان روانہ شدن بخانه لیلی

کحل قلم نگار پیشہ	یون صوفیائے کیم ہوشیار	لیلی کی وفات سے بے گناہ	لیلی کی وفات سے بے گناہ
جانا تھا جلا جہیم گریان	جواہر کباب بیابان	رستہ میں لاجہ اس مجنون	دیکھا ہے دوست مخمور
پوچھا جو سب تو رکے جولا	ناشا دہی جہان کی لیلی	لے دے وہ اسکی لہو جالی	لے دے وہ لطف زندگانی
لے دے وہ اسکی چشم ببار	لے دے وہ جہد چون مار	لے دے وہ سب غنایہ سکا	لے دے وہ لہو لہو سکا
اے دے وہ موت نکلا میر	لے دے وہ غنچہ شکر ریز	ہے وہ رنگ بے باغ	جوان لہو زان مرگسکرا
کچھ پڑی رہی وہ بیار	آخر ہوئی تیرے غم میں مار	جیسا منع جان پر تھا	مجنون مجنون زبان پر تھا
سُن اس خیر بخت افزا	وہ نالے کے کچھ کاپنا	ہاتھ اٹھکے چلا جیہ کپنا	اشک نے لگے دیں کجانی
آپس لگے وہ نکلے صورت	بس گئی جیہ کپنا	بیراہن صبر کو کیا چاک	لہو جان اشک پر سر خاک
جھلک ابر بہار گر یہ کرتا	سُن اس جلا بوسہ صحر	سہر کوہ میں لگے خوب رویا	سرسنگ کو خونیں ڈوبو یا
سہر دشت کی سنہ خال لائی	سہر دشت میں صوم آگاہی	سہر غل کے لگ گئے وہ رویا	سہر چنے پہ تخم اشک بو
چلبے خاک کے شہ اسیم	نصویر خیال غم وہ پر غم	ہاتھ اٹھا کر اٹھا لے میر	ہاتھ اٹھا لے میر کی قبر
جب خوب ہی کر چکا وہاری	اور ہو گئی بطول بیداری	آہستہ بڑے کی یہ گفتار	کس جا ہے فنا کی تبت یار
زید اسکا ہوا جوادنی	روتا یہ چلا بہالہ وآہ	سہر گام پہ اپنا سر چکنا	افغان خیزان چلا بچا
تا آنکہ نظر پڑی وہ تربت	جس ہوئی اسکو خوش بخت	درشت بے یقرا دنی خوش	غش کھلے گرا زمین پہ ہوش
ساغر دیا اسکو بخود نی	چاہا حق سے روانہ ہوئی	پھر اسکا لپٹ گیا جواگہ	تھا خاک میں شش غیرت
وہاں حساب مجنون	تھا روز دشت سال بھون	تربت کالے خیال کھن	لیلی سے وہ اپنی بھون
جیہ بے کربکا وقت	اور ہو نیکی تباہ حالت	زید اسے میں بھر دیا	لیلی کی وہ مان پاس لا
ہوئی پھر سرور و آفتاب	یا رانی اسے وہ دیکھنا	روا دے دیکھ دے لیلی	میں گردن جی کے لے لیا

مرنے سے تپ ہون غمین	تجربہ اب جیکے کیا کر نہیں	ادرنے ہی تھی جو دست	کی اس بیان سبک دیت
در حالت دھند و پند گوئی	ہر بات پہ ناز ناز دیتی	پھر کہنے لگی سے ہے مجھ میں	ہوں برسر راہ میں جگر خون
لے عاشق بیکرا لیلی	تو ہے مجھے یادگار لیلی	رہ پیش نظر کہ تا جو نہیں	اس خاک جگر کو نکلتے نہیں
دل پر اک سنگ صبر رکھے	مرنے سے تو پیشتر ہی دے	تا میری بقید زندگانی	ہو چکے بسیرہ ناتوانی
جو دست میں جگر تیر ہو	کیوں اسکا ارادہ مرگتا ہو	مجھ میں یہ فناء سکے بھڑا	ایا پھر جانب چہرہ گاہ
حشی پس پیش کے پویان	اور یہ غزل فراق گوین غز	اسے ماہرتی کہاں ہے	کیوں پردہ خاک میں بنا ہے
یا بلبل باغ قدس ہے تو	یا طوطی جنت آشیان تو	افسوس کہ تیری جی تجو میں	ناقصہ ترا ہر طرف دان ہے
کچھ تجھ کو ہے خبر کہ تجو میں	مجھ میں غریب نیجان ہے	اب مشتِ خبار اسکا ہر	آوارہ دشت امتحان ہے
اسرار و حقیقت ناتوان پر	اب سایہ سید بھی گراں ہے	یوں تنگی صورت محبت	اب جگان نام اور نشان ہے
سہ روز سے رات بتر تھا	سہ شب شرکان ہی بگوتا	کتا تھا کہ اے فلک صد انسا	کید صربہ وہ مراؤنگ اس
وہ تو گل باغ جا کہان ہے	وہ بل بوستان کمان ہے	ہوتا تھا اُسی کا سنگی بت	آتی تھی مجھی پہ کیا قیامت
العصہ بحال ناز تھا وہ	وفات یافتن مجھ میں	نعم لیلی و حشایا ہمراہ خود	چندے یونین بیکرا تھا وہ



انشا کن ذکر مرگ مجنون	یہ داقہ یوں کہ ہر خون	یعنی اکدن وہ خستہ ذرا	پھر تاتھا میان شش کسار
رخسار و سپہ گرد پاں سبکے	وحشی کی آس پاس لڑ سبکے	کچھ ہے پوسر کے بال و دم	رخسار و چلہ شک شکل نام
چاہت کا جو خون بچش آیا	وہ گم شدہ تک ہوش آیا	وہ صند میں ہوا و خستہ دل	قد اسکا لبان مہر وائل
تھا مضمون مائل تمید	آنکھوں کا نہ تھا نشاط دیدن	سرباؤ سپہ یار مرده دھر	سجدہ ہی میں وہ گیا وہ لاغر
چون کہ بچ دست برآورد	اید دست گفت جان برآورد	حیران نشستہ دان پُنیش	وحشی تھے پہے بجال غمیش
لیلی کے لئے مواہدہ ناکام	مجنون کے لئے سو دودام	جب تک ہے گرد قبر وحشی	آیا نہ ہے طوالت کوئی
اک اور کتنی سنگ نیرا	اک وحشی کو پھینک چو مارا	سورخ ہوا آن اسکا فی الحال	یعنی کہ گل گئی تھی وہ کھال
معلوم کیا کہ یہ جو وحشی	بیٹھے ہیں بگرد قبر لیلی	قالب میں لبان کے مہینے	مجنون کا فراق کم نہیں ہے
مجنون ہے پہاڑ قبر مرده	یہ غم میں ہیں سبکے جان فشر	کچھ تابی توان نہیں نہیں	ظاہر ہے کہ جان نہیں نہیں
جب سب پڑی یہ باظاہر	تھے دفن دفن کے وہ جو باہر	اے لے شوبہ تہ خاک	اس خاک نے خود جگر کیا چاک
تا آنکہ ہوا وہ خستہ دفون	لیلی کے قبر میں کمال مجنون	کچھ دور نہیں تہ وہ جگر چاک	ہمخوابہ ہو ہوئے تہ خاک
خاموش ہوئے ناکویند کر	لے خستہ حدیث عشق تاجند	یہ قصہ لکھا جو تو نے نوران	ہر حزن پر اس کے دل ہوا خون
پہو چاہے سخن جو انبیان	یہ قصہ ہے یادگار دوران	مطلوب ہمسو ران ہے	کیا شستہ درختہ نیران ہے
جب تک ہے ہر اک کام باقی	تیرا بھی رہیگا نام باقی	بسن تھوے کھدا اب قلم کو	لے تھام ذرا عنان م کو

لیلی مجنون نظیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حوض ارض مائل گلو
بعد اسکے پھر بنی شمش انبیا گلو
گر عمر بچیں کو کا کوئی تو کیا گلو
بے انتہا ہے وہ تو غرض کیا گلو

لازم ہے کہ میں طبع کو خیر نہ رکھوں	کچھ وصف حسن کا گونگن کرنا	کچھ ناز کچھ نیا زلف کرنا رکھوں	ہے حسین ملی حزن کا کچھ بھرا رکھوں
	کچھ پوچھتے تو دودھ عجم کا	معتقنی عاشق عجم کا	
پیدا ہوا تھا قیاس بنے پر کے فکر	ماں باپ ہوئی تھی خوشی ستا پندر	کے کو لوگ بیٹھے تھے باجم سنا کر	اکن ہوم مچ رہی تھی جوانی اور دم
چوٹے تھا باپ کیسے ہر خطہ خیم دوسر	وکتے تھے باقیوں کے کڑے کچھ	ملن بھی پھر تھی اسے اپنے درخیز	فرزند کی خوشی میں فی تھی ہم دور
	سکندر نامی گود میں گزند تھا	ہر وقت رگڑا تھا ہر خطہ تھا	
اور جبک تھیک کے ملانی تھی کیا	پڑا تھا باپاں کا تھا چہرہ زار	توفیق دالت تھا گئے فرج بے شمار	لیکن اسے قرار نہ آتا تھا زمیندار
رہتا تھا اس غیر کوئی دان نہ گوارا	جہدم وہ حال اس کے چاکے آنکا	سننے ہی اسے آہ کی آوازوں کا	عجز کے باپ سے یہ کہا گھڑی پکار
	دکھ بانو کے اسے جو دنیا میں ہیں	لچھن لپ کے پہلے ہی چھانے جاہن	
رکھا ترا یہ عاشق سرشار ہو گیا	مغل میں عاشق کے نمودار ہو گیا	زلف و نین ناز میں گزرا ہو گیا	چشم کہ شہ ساز کا بیا ہو گیا
ازداد کا دل سے خرید ہو گیا	دہ ازخورد کا طلبگار ہو گیا	رمز و ن عاشق کے خبردار ہو گیا	رکھا شہر کو چہ دبا ناز ہو گیا
	تدبیر سے نہ روئی اسے کیا کرو	تم گل خون کی گود میں اس کو دیا کرو	
مجھ کا باپ سنی تھی گھر کی لٹ بھرا	آیا تو گھر خوشی اسے گود میں دیا	جہاں پر یہ خون نے اسے پیا لٹکا	تھا وہ چہرہ زار دھوا سو تو تھی
ماں باپ کا دل سے تین دیکھ خوش ہوا	باپ اس طرح سے ہوجا کچھ بڑا	کتب میں اس کے باپ لاکر بٹھا دیا	آقا عہدہ بھی سنانے اس طغی کرکھا
	لکھن جو کھینچنے ہوش اپنا رکھ دیا	دیکھا جو قاعدہ کو بھی بارہ تو رہا	
ستاد ایسے بیٹھے کہ پوچھیں عشق کو	آگ و دھن میں ان کے عے عاشقی کو	جو کچھ بڑے تو یوں میں غلے گھر جو	تختی جو کئے تو یوں سے آگ و دھن
معنی جو پوچھیں تو کہیں صبر و قرار کو	تقریر پوچھیں تو کہیں ان کے روبرو	دل دیکھ خبر دے محبت میں کرو	باعث خوشی کے تھے وہ حاضر تھے تو
	چائے پکباز کا ہر دم رواج تھا	لاکھا بھی جدا ہی عاشق میں تھا	
اسے سونے اور یہ جاہ و جہان کا	رہے وہ اس میں بیٹھے دھندلے	صبر کو جلی دیکھ کے بلبل بہ قرار	انداز تو قاتلوں کا وہ مجمع تم شمار
ہر پڑے کر پڑے تھے مشاق لفظ کا	اسے سونے اور قیامت تھی آنکا	ہو ان میں کیا ان بھی کئی تھیں لگا	جادو پہ جادو جب ہوا آنکا دیا
	دیوئی کے پڑنے لگا دیوانہ بھی	کسبہ اسے حق میں ستا دیا	
نہاں دا ناز کا دیکھا جو ایام	ان کو کہیں ان کے روئی تھی جو	تھی شرمگین دا زین میں لٹا تھا	رہا اس صحنہ کی ہوا کی ہوا کی دم

بنام اسے کر یا مجھ سے غلام	اسے بھی دینا لغت مجھ کا درخشاں	ایسا ہوا کہ بڑے لگا جین شام	چاہت کے لئے کے پی کے آپس میں چاہ
	نفریت چاہا کہ روشن قلم ہوا	دو دو لہیر حوت محبت تم ہوا	
یہ چاہتا تھا اس کو دے بھاتی تھی	چاہتا تھا جتنا تھا وہ جتنی تھی	سرکہ نگہ سے نہ ہر کوئی داتی تھی	پرچی نیچے نظر دے کچھ سرکاری تھی
خاموشی ہر ایک چاہت تھی	لیکن دل ہی میں مجھ سے جاتی تھی	کسے جب ناز میں کہ کون کو جاتی تھی	مجھ کے دل پہ تپتی قیامت کی آتی تھی
	ہوتا ہوا جو حسین چہرہ نظر آتا	اک لڑکے رقی کھڑا تھا دلی کناک	
تختی کو لیکے جب قلم کو اٹھا تھا	مشق الف میں وہ کی زمین اٹھا	بے کی شش میں طیش کو جاتا تھا	نقطہ کی جاکھڑا آنسو بٹاتا تھا
کھینچ میں سیم کی جو قلم کو اٹھا تھا	لفظ میں منہ کا لے یاد آتا تھا	حبوت عین کھینچ میں دیکھو گاتا تھا	دیکھو اس کو پیار تو میں اٹھا تھا
	تھنی دے کیا تھی دس رنج و دلاں تھا	کھینچ کی بات چھو تو اس کا یہ حال تھا	
جاتی تھی جب کھینچ تھا حال	کتاب میں جانکا تھا دس رنج و دلاں	ہوتی تھی کھینچ کے پیسے کھینچ میں لال	چوہ چھٹا تھا اس کوئی رنج و دلاں
کسی تھی آنکھوں میں یہ لگا لال	ہوتا ہے اس سب سے شکر کا تھا	مجھ نے ملے کا جوتے شوق تھا لال	اکدم کے در پہنے میں تھی تاجو
	جانے ہی جلد بھری عنوان آتی تھی	مجھ کے تن میں کھینچ کے چھو جاتی تھی	
کتے دن تو روز ہی ہم اڑا رہے تھے	الف کے تازہ نازہ تر انداز رہے تھے	چاہت کی ہر کسی تہاں اڑا رہے تھے	ہرگز وہ تمام نہ غلام اڑا رہے تھے
نہ افر اہوا نہ در انداز رہے تھے	شوق و رنج کی آئینہ پر انداز رہے تھے	چھپ چھپ کے ہر گز نظر اڑا رہے تھے	کیا دلی میں طبع کی انبار اڑا رہے تھے
	کسے کچھ گل کی طرح سے کھلے رہے	ناز و نیا ز کیا ہی کھلے رہے تھے	
اس گلدستے میں چھپا ہوا جواں	کتاب میں جاتی وہ چوہ بڑا کھینچ	مجھ کو کھینچ جلی کے لئے کا انظار	کتاب تھا آئی ہوگی وہ مجھ کے
اکھائی دم میں دیکھنے پر وصل کی	چھپا کھی یہ کتاب وہ کھینچ کے	آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی نیار	ہرگز نہ جی کو چھین خاطر کو کھاتا
	کثرت طبع پر چوہ جی لگی چاہتی	دکھ طرف مجھ سے ہوا وہ آہ تھی	
جیشام مکت آئی وہ مجھ کی حسین	چھپ چھپ کے سب راز اٹھ رہے تھے	ایم پر کھی کھی مار دے تھیں	یتابی جی تھیں ہی ہوئی تھیں
یکل تمام رات رباختہ رہے تھے	اشکو سے کھینچ کی ہری صبح تھی	جو چھپنے دکھا کھینچ میں رہے تھے	کھار اپنے لئے کہ دل سے تھی
	یلی کا سیر پر آنا نہ ہوئی کا	تو میری زندگی کا کھانا نہ ہوئی کا	
مجھ کے دل پہ جی تھیں تھیں	خونگی درد غم کی گرفتاری تھیں	ہر آن سے ہی کی سرگرمی تھیں	ہر دم ادھر ادھر کی دل زاری تھیں

سنتے ہیں تو شک و شبہ نہ ہو	مشاط جنت کے اور در اور بھری	اسے کہا تو اپنے کسی بھائی	جنت میں جہنم کے دروازے
اکبر قیس کی وہ ارادہ جدا دیا	زیریں لہریں کے بہنیں پھا دیا	زلفیں سنوارا کھوسیں سر لگا دیا	دستار زلف انکو بسر لگا دیا
پہنکا سنہرا اوکی کرتیں صا دیا	برد میں او کی دوش کے اور لہو لگا دیا	روان کے ریشمی ابرو لگا دیا	بوند سے بوند کو رشتہ دیا
	جتنے بزرگ تھے اسے سب کے دانے	لکڑی کے یہ غیش اور دھوکے	
کتنے ہی قیس کو صیقل حاصل تھا	پوشاک جب بھی تو حاصل رہی تھا	دانا جس کی دیکھ کے جگمگاتے	خدیجہ ان کی بھی غوثہ جابجا
کتنے تھیں یہ توڑ کا نہایت خوش	دیوانی کا اسکی جنت شہ جابجا	بیٹھے تھے اس کے پاس میں کے آبر	اس کے کاسن کی بھائی بھائی
	سبیل میں اپنے تخم بکھاتے تھے	افست کی بایں کے تھے اور جاتے	
کتنے ہیں ایک ملک میں نے پلا تھا	ناگہ جب قیس کی بجا نظر آ	مجنون سے کہ ہونہار بکھڑا	کریا را اسکو اپنے گلے سے لگا لیا
روانہ زری کا ایک اور صا دیا	گود میں ہی بیا جلدی اٹھالیا	بات بیا اس کے سر پہ بھی پھیر دیا	بہ اختیار کے است جنت یہ کہ
	تو جس کے پاس مجھ سے صدا ہو	قیس میں شفا نظر آئی	
اس ملک کے قیس کا جنت کیا تھا	جو ہاتھ پاؤں دے کر دینے کے وال	سب تین یہ دیکھ کر جنت کی وال	تھے جیسے خوش دیکھنے والے
دوسرا ہی کے دلو ہوا رخ اور وال	آجین تو کر لیکے سب قیل قال	جو ہوش میں اس کو دیکھ کر وال	ہوتی کر کے ایسی تو لگی چال
	یہ دھنگ تیس کے جو نو دار ہو گئے	جتنے گئے تھے ساتھ وہ لاچار ہو گئے	
مان کے تعلق کو اور گنگ نہ تھا	نیکی پسند ہو گی نہیں طرز قیس کی	لے لے کر بھرے اہم جو آجی	جو دارا گت نہ تھی گروہ کبی
اور یوں کہتے ہیں شہر گنگ کی	اس جو ہم تھے تو ہر ہر بات میں	خاطر میں پھر تو قیس کی دیو کی بڑی	شہر دیا وہ شہر جنت سے والی
	پھر تو ہر گز نہیں میں جانتا تھا	جنا بیاں جانا اور غل جانا تھا	
کستا تھا دسبم مری دند الی ہے	اس شہر دگی مونس غمور الی ہے	مصل میں برو کی نواری الی ہے	خوبی اور بیری میں ان تر الی ہے
ناز و ادائی گری با ناز الی ہے	خوبان زین میں بھار الی ہے	محبوب گلز میں فادار الی ہے	محبت کی عاشقی کے سزاوار الی ہے
	الی ہی کی ادا پر ادل شاعر	الی ہی کی ادا پر سید	
آخر قیس کی پوری جانتا تھا	کر دلائے اپنے لہیا کو زار	گھر کو بھی اپنے چہرہ کو زار	

دوستی میں بیجا دیا کو جان مار	گھوڑوں جتنی پھر لگا کر دھکا	رو کو لٹا تھا چمک گسا سنا	آنکھیں بھی ترخ نالو کا شورا بار
	کسرتیں عش تھا جو چمن کے بار	اگر کش تھا جو کونکلی ہمارا	
سلی ہو اسکی چاہ میں چنیا ہو	منہ لو بیٹے بہتی تھی منہ پیرا	لے کر اسے آتی تھیں کج کیاں	دہ غمزدہ سی تھی ہرگز نہ بولی
بہت کنویں وہ تو انکو نہالی تھی	زنا سے کس پریش آیا کر دونی	آنکھوں میں آنکھ ہلا رہا اور	صحت سیکھی گئی لگتی نہیں
	عجز نہ کیے دیکھنے کی تمہارا	اپنی کمرشام نہ مل سکا تھی مٹھی	
میں پہ چاہ ہوئی تھی تھی	جو اسے گزرا حال وہ بہرہ دینا	اگر اسے ایک گمانس گئی تھی دوان	اسکے جاگ سے اٹھنے کا مار فغان
دو تھی تھی اسکی تھی	آٹھ تھے اسکے تھی	جو اسکی تھی تھی تھی تھی	افسنا تھی تھی تھی تھی
	جا پہنچا تھی کچھ سڑھ تھی	جو مل بھی نہیں تھی تھی	
کچھ پر تھی وہ تھی تھی	جو تھی تھی تھی تھی	ایک تھی تھی تھی تھی	جو اسے ہو گیا وہی پھر نہ گیا
جو اسے پاؤں پھر تھی	تھی تھی اسے تھی تھی	عجز نہ کیے اسے تھی تھی	سلی کے بندین چمن ہی ہو گیا
	چاہت کے اسے تھی تھی	دو تھی تھی تھی تھی	
اسکی تھی تھی تھی	پہنان غمزدہ تھی تھی	یہ امر عشق ہے اسے تھی تھی	عشق کے دینے مطلقا نہ مان
سلی نے ایک تھی تھی	دار تھی تھی تھی تھی	حیرت ہوئی تھی تھی تھی	حیرت نہیں ہے چاہ کی تھی تھی
	تھی تھی تھی تھی	وان تھی تھی تھی تھی	
تھی تھی تھی تھی	تھی تھی تھی تھی	تھی تھی تھی تھی	کچھ تھی تھی تھی تھی
تھی تھی تھی تھی	تھی تھی تھی تھی	سلی تھی تھی تھی تھی	تھی تھی تھی تھی
	تھی تھی تھی تھی	تھی تھی تھی تھی	

باہتمام خاکسار بنے لال ملازم مطبع بار اول ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء
نامی پریس لکھنؤ میں چھپا

فصل اول

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

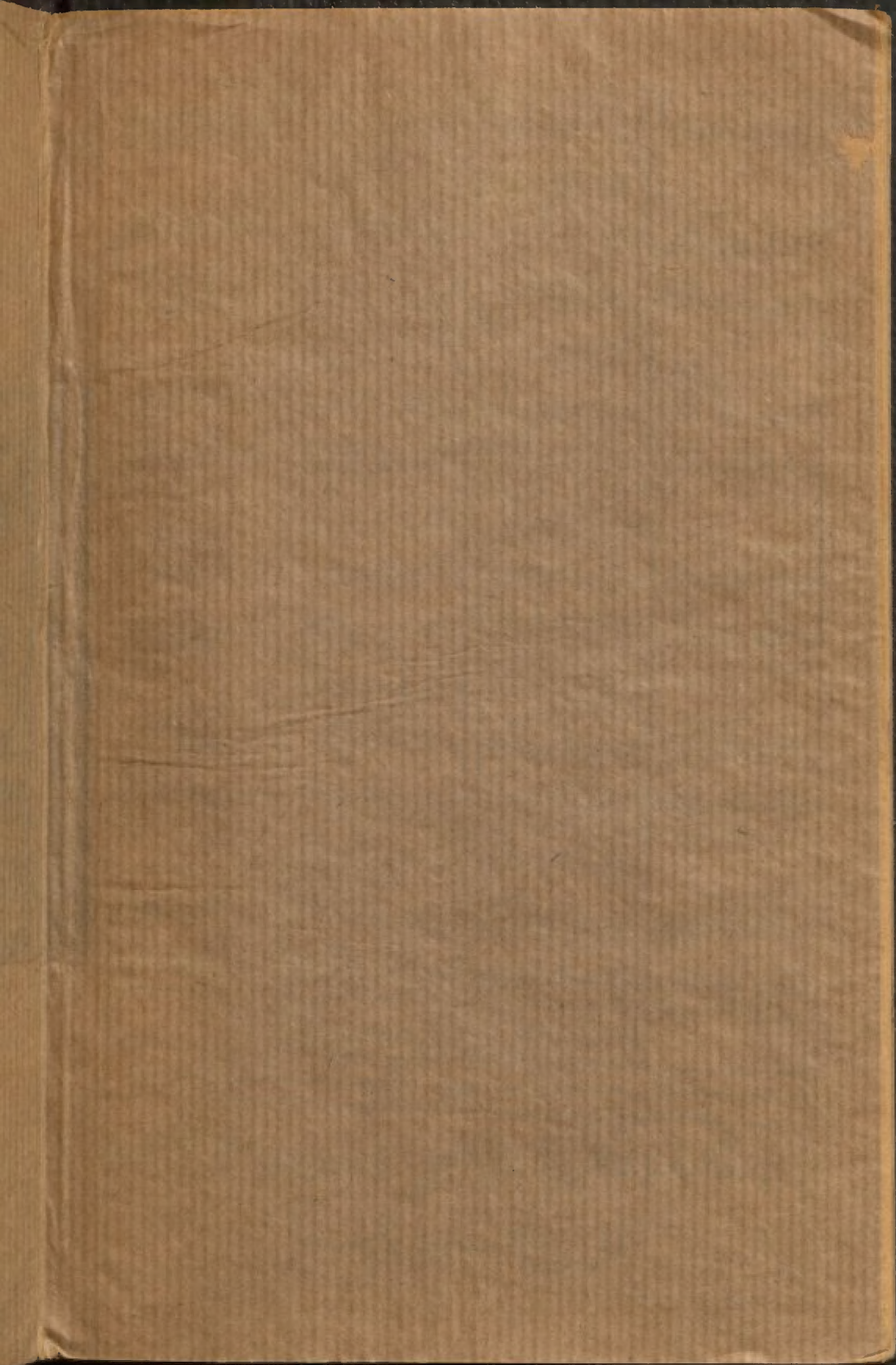
در بیان

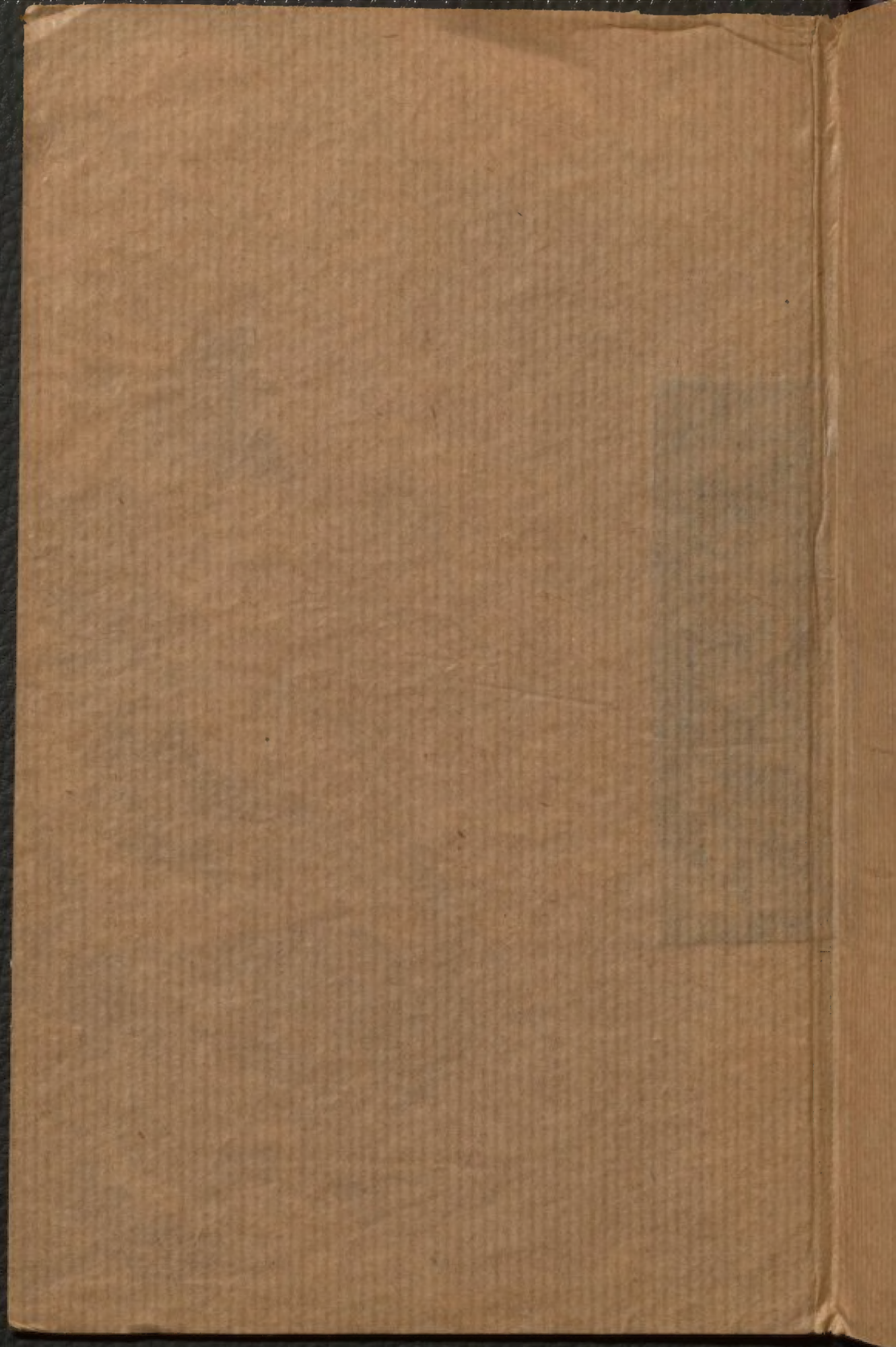
در بیان

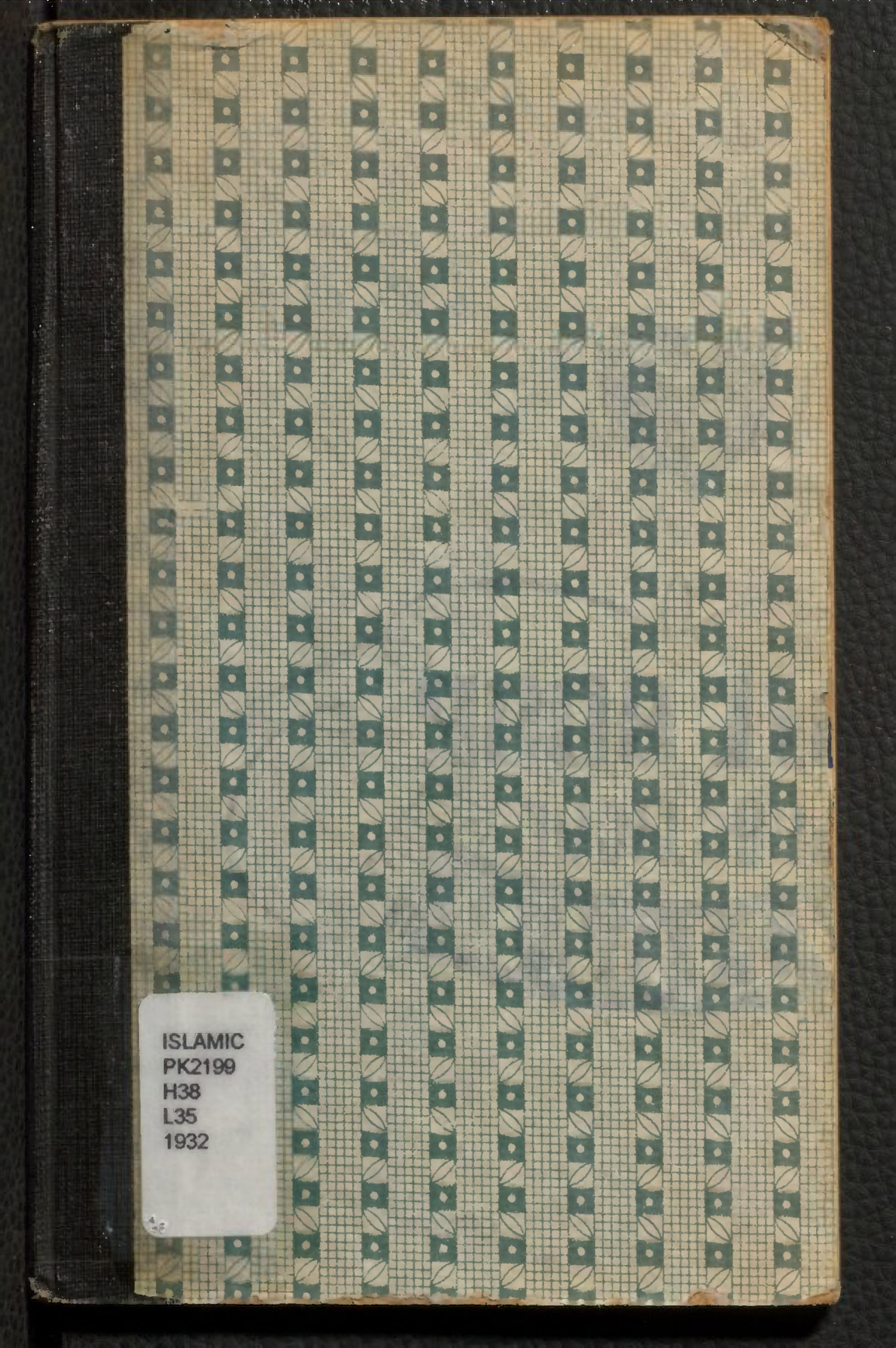
در بیان

در بیان

در بیان







ISLAMIC
PK2199
H38
L35
1932